عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۷ | ۱۳ تا ۲۱ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ اکتوبر ۲۰۱۸ء | شمارہ: ۴۰

روحانیت سے مالامال اُمت

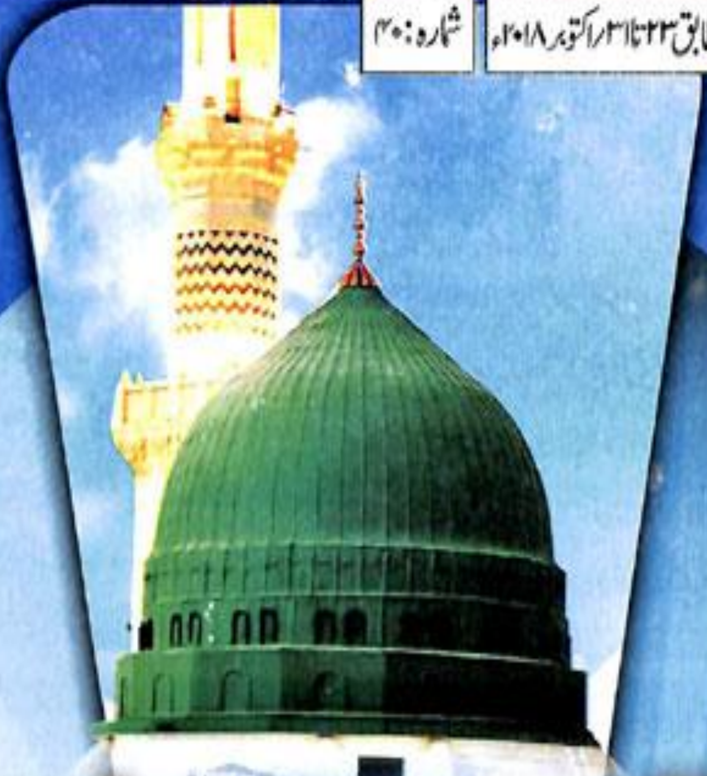

مسیح علیہ السلام کے بارے میں

اناجیل کے تضادات

قانونِ تحفظِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

اہمیت و فضیلت

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

اولاد اپنے والد کو جائیداد تقسیم کرنے پر مجبور نہیں کرسکتی

س:......میری تین لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے جو کہ غیر شادی شدہ ہے سب عاقل بالغ ہیں اور یہ سب نوکری وغیرہ کرتے ہیں، سوائے ایک لڑکی کے۔ میری جائیداد میں فلیٹ ہے اور کچھ پلاٹ ہیں، یہ سب میرے ذاتی سرمایہ سے لیا ہوا ہے، اس میں بچوں نے کبھی کوئی رقم نہیں لگائی۔ اب آپ شریعت کے لحاظ سے بتائیں کہ کیا زندگی میں اولاد کا اس میں کوئی حق ہے اور اولاد یہ مطالبہ کرسکتی ہے کہ جائیداد ہمارے نام کردی جائے یا اس کو فروخت کرکے رقم ہمیں دی جائے؟ اگر زندگی میں جائیداد تقسیم کریں تو ہر ایک کو کتنا حصہ دینا ہوگا اور میرا حصہ کتنا ہوگا؟

ج:......واضح رہے کہ زندگی میں والدین کی جائیداد وغیرہ میں اولاد کا جو عاقل بالغ ہو، شرعاً کوئی حق نہیں ہوتا۔ والدین اپنی طرف سے جو بھی ان پر خرچ کریں یا انہیں دیں یہ اولاد پر ان کا احسان اور تبرع ہوتا ہے۔ لہٰذا اولاد کے لئے ہرگز یہ جائز نہیں کہ وہ والدین سے زبردستی مطالبہ کریں جائیداد کی تقسیم کا یا کسی قسم کی مالیت کا۔ ہاں اگر والدین اپنی رضا اور خوشی سے کچھ تقسیم کرنا چاہیں تو انہیں اختیار ہے، لیکن ان کے لئے ایسا کرنا واجب اور ضروری نہیں ہے، کیونکہ وراثت مرنے کے بعد جاری ہوتی ہے، زندگی میں نہیں اور زندگی میں اگر والدین اولاد کے درمیان جائیداد وغیرہ تقسیم کرنا چاہیں تو مستحب یہ ہے کہ لڑکی اور لڑکے کو حصہ برابر دیا جائے۔ اس لئے کہ یہ ہدیہ اور ہبہ ہے اور اس میں اولاد کے درمیان برابری کا حکم ہے۔ باقی یہ جائیداد جیسا کہ آپ نے وضاحت کی کہ اپنی محنت اور سرمایہ سے بنائی ہے تو یہ ساری آپ ہی کی ہے اور آپ کو مکمل اختیار ہے جو چاہیں تصرف کریں، کوئی آپ کو اس میں تصرف کرنے سے منع نہیں کرسکتا۔

قضائے عمری

س:......کیا قضائے عمری شریعت سے ثابت ہے؟ ہمارے علاقہ کے امام صاحب رمضان کے آخری جمعہ میں پوری زندگی کی قضا شدہ نمازوں کے لئے جماعت کرواتے ہیں، فجر کی قضا شدہ نمازوں کے لئے ایک الگ جماعت کرواتے ہیں، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کے لئے بھی الگ الگ جماعت کرواتے ہیں، کیا اس طرح زندگی بھر کی قضا شدہ نمازیں معاف ہوجاتی ہیں؟ کیا یہ طرزِ عمل درست ہے؟

ج:......قضائے عمری کے نام سے رمضان کے آخری جمعہ کو جو نماز پڑھی اور پڑھائی جاتی ہے، اس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں، یہ محض بے اصل اور بدعت ہے، لہٰذا اس کا ترک کرنا واجب ہے۔

کٹے ہوئے ناخن اور بال

س:......میں اپنے داڑھی کے بالوں کو بیت الخلاء میں پھینک دیتا ہوں، مگر پتہ چلا ہے کہ داڑھی کے بالوں کو اس طرح نہیں پھینکنا چاہئے بلکہ انہیں مناسب طریقہ سے پھینکا جائے۔ مجھے اس کے متعلق راہنمائی درکار ہے۔

ج:......کٹے ہوئے ناخن اور بال خواہ وہ مرد کے ہوں یا عورت کے، دفن کردینے چاہئیں، کوئی گڑھا وغیرہ کھود کر، اگر ان کو دفن نہ کرسکتا ہو تو کسی محفوظ جگہ ڈال دینا چاہئے مگر نجس اور گندی جگہ ڈالنے سے اجتناب کرنا چاہئے، اس سے بیمار ہوجانے کا اندیشہ ہے۔

”فاذا قلم اظفاره اوجز شعره ينبغي ان يدفنه فان رمى به فلا باس وان القاه في الكنيف او في المغتسل كره لانه يورث وهم۔“ (شامی، ص:۲۳۹، ج:۴)

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

لندن

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۷ ۔ ۱۳ تا ۲۱ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ اکتوبر ۲۰۱۸ء ۔ شمارہ: ۴۰

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

اسلامی اخوت اور شیطانی تدابیر	۵	اداریہ
قانون تحفظ ناموس رسالت... اہمیت و فضیلت	۷	محمد متین خالد
اناجیل کے تضادات	۱۳	محمد سہیل جمیل
روحانیت سے مالا مال امت	۱۶	مولانا فضل محمد مدظلہ
چارٹی کامیابی	۲۰	مولانا قاضی احسان احمد
مجاہد ختم نبوت جناب مستقیم احمد پراچہ	۲۳	، ، ، ،
پی پی پی گکھڑ کا تحفظ ختم نبوت سیمینار	۲۵	مولانا زاہد الراشدی

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری ۔ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ۔ طابع: سید شاہد حسین ۔ مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

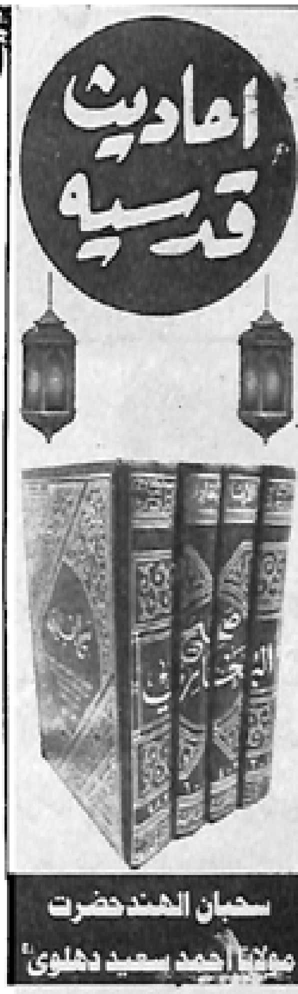

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر

حدیث قدسی ۸: حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک یہودی عالم کا جو مسلمان ہوگیا تھا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: آپ کا تذکرہ تورات میں اس طرح ہے: محمد صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ کے بیٹے ہیں، ان کی پیدائش کی جگہ مکہ ہے، ہجرت کی جگہ طیبہ ہے اور ان کی سلطنت ملک شام میں ہوگی، وہ نہ سخت کلام ہے اور نہ سخت دل، نہ بازاروں میں بلند آواز سے بولنے والا فحش اور بُری وضع رکھنے والا اور نہ بے ہودہ گو ہوگا۔ (بیہقی)

حدیث قدسی ۹: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اے عائشہ! اگر میں چاہوں تو سونے کے پہاڑ میرے ہمراہ چلیں (یعنی اس قدر دولت مند ہو جاؤں) مگر میں نے اس کو پسند نہیں کیا۔ میرے پاس ایک فرشتہ آیا جس کی کمر کعبہ کے برابر تھی، اس نے کہا: آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں تو بندگی کرنے والے پیغمبر ہوں اور چاہیں تو صاحب سلطنت پیغمبر ہوں۔ میں نے سوال کا جواب دینے سے پیشتر حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف دیکھا تو انہوں نے کہا: اپنے نفس کو پست کیجئے تو میں نے کہا: بندگی کرنے والا نبی۔

حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں ہے کہ میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف مشورے کی غرض سے دیکھا تو انہوں نے مجھے مشورہ دیا کہ تواضع اختیار کیجئے تو میں نے اس فرشتے کے جواب میں کہا: بندگی کرنے والا نبی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، اس واقعہ کے بعد سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگا کر کھانا نہ کھاتے تھے اور فرماتے تھے: میں اس طرح کھانا کھاتا ہوں جیسے ایک غلام کھایا کرتا ہے اور اس طرح بیٹھتا ہوں جیسے کوئی غلام بیٹھتا ہے۔ (شرح السنۃ)

حدیث قدسی ۱۰: حضرت انسؓ مالک بن صعصعۃ رضی اللہ عنہ سے معراج کی ایک طویل روایت نقل کرتے ہیں، اس روایت میں ہے کہ جب پانچ وقت کی نماز مقرر ہوئی اور میں وہاں سے چلا تو ایک پکارنے والے نے ندا کی، میں نے اپنا فرض پورا کیا اور اپنے بندوں سے میں نے تخفیف کردی۔ (بخاری ومسلم)

یعنی پچاس نمازوں کی تعداد کم کرکے پانچ کردی اور ثواب چونکہ پچاس کا رہا اس لئے جو فرض کیا تھا وہ بھی پورا ہوگا۔

جماعت کی نماز میں شامل ہونے کے طریقے

س:...... اگر کوئی شخص پہلی رکعت میں امام صاحب کے قرأت شروع کرنے کے بعد پہنچے تو اسے جماعت کی نماز میں کیسے شامل ہونا چاہئے؟

ج:...... امام صاحب کی پہلی رکعت ہو یا دوسری یا کسی بھی رکعت کے قیام میں کوئی نمازی جماعت کی نماز میں شامل ہونے کے لئے پہنچے تو وہ اطمینان سے جس صف میں جگہ خالی ہو وہاں کھڑے ہوکر یا صفیں مکمل ہوچکی ہوں تو نئی صف بناتے ہوئے صف کے درمیان کھڑے ہوکر اطمینان سے تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد خاموشی کے ساتھ امام کی اقتدا کرتے ہوئے کھڑا رہے۔ احناف کے نزدیک اسے ثنا یا سورۂ فاتحہ یا قرأت کی ضرورت نہیں ہے، جیسے جیسے امام صاحب اپنی نماز کو نماز کی ترتیب کے مطابق آگے بڑھاتے رہیں وہ بھی دیگر مقتدیوں کی طرح ہر رکن میں امام صاحب کی اقتدا کرتا رہے اگر وہ پہلی رکعت تھی تو جب امام صاحب سلام پھیریں یہ بھی سلام پھیر لے اگر وہ پہلی رکعت نہیں تھی تو وہ امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد خود سلام نہ پھیرے بلکہ اپنی بقیہ نماز پوری کرے، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

س:...... اگر کوئی شخص اس وقت جماعت کے لئے پہنچے کہ امام صاحب پہلی یا کسی بھی رکعت کے رکوع میں ہوں تو ایسے نمازی کو جماعت کی نماز میں کس طرح شامل ہونا چاہئے؟

ج:...... ایسا شخص صف میں سیدھا کھڑا ہونے کے بعد تکبیر تحریمہ یعنی پہلے "اللہ اکبر" کہے اور ایک لحہ سیدھا کھڑے ہوتے ہوئے فوراً رکوع میں چلا جائے، اگر امام صاحب ابھی تک رکوع میں ہوں اور یہ اس رکوع میں امام صاحب کے ساتھ شامل ہوجائے چاہے اسے رکوع کی تسبیح ایک مرتبہ بھی پڑھنے کا موقع نہ مل سکے تو وہ شخص اس رکعت کا پانے والا شمار ہوگا اور یہ شخص نماز کی تکمیل پر اگر وہ پہلی رکعت ہو تو امام صاحب کے ساتھ سلام پھیرے گا اور اگر یہ بعد والی رکعتیں ہوں گی تو وہ رکوع والی رکعت تو نماز میں شمار ہوجائے گی لیکن وہ امام صاحب کے ساتھ سلام نہیں پھیرے گا بلکہ امام صاحب کے سلام پھیر لینے کے بعد پہلے وہ اپنی بقیہ رکعتیں ادا کرے گا، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

اداریہ

اسلامی اخوت اور شیطانی تدابیر

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علٰی عبادہٖ الذین اصطفٰی

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کے بعد امت مسلمہ کے حق میں سب سے بڑی نعمت اتفاق واتحاد ہے اور سب سے بڑا عذاب ان کا باہمی انتشار وافتراق ہے، قرآن کریم، مسلمانوں کو گروہ بندیوں کا حکم نہیں دیتا، بلکہ انہیں حکم دیتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھیں اور انہیں حق تعالیٰ کا یہ انعام یاد دلاتا ہے کہ دیکھو! تم اسلام سے پہلے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے، اللہ نے تم پر احسان فرمایا کہ تمہارے دلوں کو جوڑ دیا۔ (آل عمران:۱۰۳) اور مسلمانوں کو یہ بھی فہمائش کرتا ہے کہ رسول کی اطاعت کو لازم پکڑو اور اختلاف پیدا نہ کرو، ورنہ تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی، تمہارا رعب ودبدبہ جاتا رہے گا اور تم دشمنوں کی نظر میں ذلیل وخوار اور بے قیمت ہو جاؤ گے۔ (الانفال:۴۶) قرآن کریم مسلمانوں کے اختلاف مٹانے کی تدبیر بھی بتاتا ہے اور اس کے لئے یہ کلیہ تجویز کرتا ہے کہ اگر تمہارے درمیان کسی مسئلہ میں نظریاتی اختلاف پیدا ہو جائے تو اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے سب اس کے فیصلے پر راضی ہو جاؤ۔ (الشوریٰ:۱۰) اور اپنے تنازعہ کو نمٹانے کے لئے اسے خدا و رسول کی عدالت میں پیش کرو۔ (النساء:۵۹) پھر خدا تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق جو فیصلہ بھی سامنے آئے اس پر سر تسلیم خم کر دو۔ (النساء:۶۵) دو مسلمانوں کے درمیان اگر ذاتی اور نجی امور میں باہمی رنجش پیدا ہو جائے تو قرآن کریم اسلامی برادری کو حکم دیتا ہے کہ عدل وتقویٰ کے تقاضوں کو ٹھیک ٹھیک ملحوظ رکھتے ہوئے دو روٹھے ہوئے بھائیوں کے درمیان صلح صفائی کرا دو۔ (الحجرات:۱۰) اور اگر خدانخواستہ یہ رنجش گروہی جنگ کی شکل اختیار کر لے اور اہل ایمان کی دو پارٹیاں آپس میں آمادۂ پیکار ہو جائیں تو قرآن کریم اسلامی معاشرہ پر یہ فرض عائد کرتا ہے کہ وہ رنگ ونسل، قوم ووطن، قبیلہ وبرادری کے تمام تعلقات سے بالاتر ہو کر یہ دیکھے کہ ان دونوں میں سے حق پر کون ہے؟ اور زیادتی کس کی طرف سے ہو رہی ہے، پس جو فریق زیادتی پر اتر آئے اس سے پورے معاشرے کو نمٹنا چاہئے اور جب تک وہ اپنی زیادتی کو چھوڑ کر حکم الٰہی کے آگے جھکنے پر آمادہ نہ ہو اس سے مسلمانوں کی صلح نہیں ہونی چاہئے۔ (الحجرات:۹)

قرآن کریم نے ان اسباب وذرائع کی بھی نشاندہی کی ہے جن کے ذریعہ شیطان مسلمانوں کو آپس میں لڑاتا ہے اور جو ان کے انتشار و افتراق کے لئے زمین ہموار کرتے ہیں، ان میں سب سے پہلی چیز اسلامی اخوت کے رشتہ کا کمزور پڑ جانا اور مسلمانوں کو خدا اور سول کی اطاعت سے روگردانی کرنا ہے۔ جب اسلام کی عظمت وتقدس کا لحاظ نہ رہے تو ظاہر ہے کہ اسلامی اخوت واسلامی اتحاد کا احترام بھی اٹھ جاتا ہے، اس صورت میں مسلمان آپس میں دست وگریبان ہونے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کریں گے۔

دوسری چیز جو اسلامی اخوت کی روح کو کچل دیتی ہے وہ ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان سے بدگمانی ہے، اسی لئے قرآن کریم نے بدگمانی

سے احتراز کرنے کی ہدایت فرمائی ہے اور مسلمانوں کو بتایا ہے کہ جس بدگمانی کا صحیح منشاء موجود نہ ہو وہ گناہ ہے، حدیث پاک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ”بدگمانی سے احتراز کیا کرو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔“

تیسری بات جو بدگمانی سے جنم لیتی ہے وہ غیبت اور بہتان ہے، جب ایک شخص کو دوسرے شخص سے سوئے ظن ہو جاتا ہے تو اظہار نفرت کے لئے اس کی بُرائیوں کی داستان بڑے مزے لے کر بیان کرتا ہے، ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کی پس پشت بُرائی کرنا غیبت کہلاتا ہے اور یہ قرآن کریم کی نظر میں مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف ہے، غیبت ایسا خبیث گناہ ہے کہ بڑے بڑے پرہیزگار لوگ اس میں نہ صرف مبتلا ہو جاتے ہیں بلکہ اس کو اچھی چیز سمجھنے لگتے ہیں، کیونکہ دوسرے کی بُرائیاں بیان کرنے میں نفس کو لذت ملتی ہے اور وہ ایسے زہر کو میٹھی گولی سمجھ کر شوق سے کھاتا ہے اسی بنا پر حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ: ”غیبت زنا سے بھی زیادہ سنگین جرم ہے۔“ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! یہ زنا سے سنگین جرم کیوں ہے؟ فرمایا: ”بدکار بدکاری کرتا ہے تو اسے بُرا سمجھ کر کرتا ہے اور کرنے کے بعد اس پر پشیمان ہوتا ہے، اس سے توبہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہے، مگر غیبت کرنے والے کو احساس ہی نہیں ہوتا کہ وہ کوئی گناہ کر رہا ہے۔ اس لئے اس کو کبیرہ گناہ سے توبہ کرنے کی بھی توفیق نہیں ہوتا۔“

چوتھی چیز غلط خبروں کی اشاعت ہے جب آدمی کو کسی سے نفرت ہو جائے تو بسا اوقات وہ صرف غیبت ہی پر اکتفا نہیں کرتا ہے بلکہ افسانہ طرازی بھی شروع کر دیتا ہے اور محض اپنے قیاس اور اندازے کو تخیلات میں ڈھال کر واقعہ بنا لیتا ہے۔ اور کبھی اصل بات کچھ اور ہوتی ہے مگر اس میں رنگ آمیزی اور حاشیہ آرائی کر کے اسے کچھ کا کچھ بنا لیا جاتا ہے۔ یہ حرکت بہت سے کبیرہ گناہوں کا مجموعہ ہے۔ جھوٹ، بہتان، غیبت، کسی مسلمان کی دل آزاری و رسوائی جیسے سب گناہ اس میں سمٹ آتے ہیں، اس لئے قرآن کریم نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ جب انہیں کسی مسلمان کے بارے میں کوئی خبر ملے تو اس پر بغیر تحقیق کے نہ تو یقین کیا کریں اور نہ اس پر اپنے کسی ردِ عمل کا اظہار کریں، قرآن کریم ایسی خبریں اڑانے والوں کو ”فاسق“ کہہ کر انہیں ناقابل اعتبار قرار دیتا ہے۔

پھر جب ایسی خبریں عام طور پر ایک دوسرے کی خلاف شائع ہونے لگتی ہیں تو طرفین میں عداوت کے شعلے بھڑک اٹھتے ہیں اور مسلمانوں کو اپنی جو قوت کفر کے مقابلہ میں خرچ کرنے چاہئے تھی وہ آپس کی نکتہ چینی میں صرف ہونے لگتی ہے، ہر فریق دوسرے فریق کو نیچا دکھانے کے لئے اپنی ساری صلاحیتیں خرچ کر دیتا ہے اس طرح مسلمانوں کی قوت، ان کا وقت، ان کا مال، ان کی دماغی و جسمانی صلاحیتیں آپس کی سر پھٹول کی نذر ہونے لگتی ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن اطمینان کا سانس لیتے ہیں اور انہیں مسلمانوں سے مقابلہ و مقاومت کا کوئی خطرہ باقی نہیں رہ جاتا۔ یہ ہے وہ سب سے بڑا عذاب جس سے اسلامی معاشرہ دوچار ہے۔

شیطان نے مسلمانوں کو لڑانے کے لئے جو بے شمار ذرائع ایجاد کئے ہیں ان میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کی قباحت کی طرف کسی کی نظر ہی نہیں جاتی، وہ اس کے لئے کبھی مذہبی میدان ہموار کرتا ہے اور چند سر پھروں کو نئے نئے شوشے چھوڑنے پر اکستا تا ہے، کبھی اس کے لئے سیاسی میدان تیار کرتا ہے اور مسلمانوں کو مختلف ٹکڑیوں میں بانٹ کر سیاسی دنگل میں اتار دیتا ہے۔ کبھی قوم و وطن اور قبیلہ و برادری کا بت تراش کر چند سامریوں کو اس کا سرپرست بنا دیتا ہے اور وہ اسلامی اخوت کے تمام رشتے کاٹ پھینکتے ہیں، کبھی طبقاتی کشمکش برپا کر کے مسلمانوں کو ایک دوسرے کے خون سے عداوت و دشمنی کی پیاس بجھانے کی تدبیر بجھاتا ہے اور یہ ساری چیزیں اسلامی معاشرے کو جہنم کا نمونہ بنا رہی ہیں، بدقسمتی سے آج ہمارے گردو پیش یہی شیطانی الاؤ روشن ہیں اور مسلمان اس کا ایندھن بنتے جا رہے ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ اہل اسلام کو اسلامی اخوت کے رشتہ میں منسلک رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور تمام شیطانی تدابیر سے انہیں محفوظ رکھے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہٖ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

قانون تحفظ ناموس رسالت

اہمیت وفضیلت

محمد متین خالد

حضور نبی کریم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم تمام مسلمانوں کے لئے مرکزِ ملت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وتکریم ان کے ایمان کی اساس ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی اہل ایمان کے لئے اُن کے ماں باپ، اولاد، جان و مال اور عزت وآبرو سے زیادہ عزیز ہے۔ ہمارے ایمان کا دارو مدار آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق پر ہے۔ اللہ رب العزت کے بعد کائنات کی جو ہستی سب سے زیادہ بلند مقام ومرتبہ پر فائز ہے، وہ بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے۔ کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ کوئی ایسی بات یا کوئی ایسا کام کرے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ووقار میں رتی برابر بھی فرق آئے۔ قرآن مجید میں کسی ہستی کا ادب و احترام ملحوظ رکھنے کی اس قدر شدت سے تلقین نہیں کی گئی جس قدر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام ملحوظ رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

"یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ٥ (الحجرات:2)

ترجمہ: "اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو پیغمبر کی آواز سے اونچا مت ہونے دو اور ان کے ساتھ بلند آواز سے بات مت کیا کرو جیسا کہ تم آپس میں زور زور سے بولتے ہو، اگر تم نے ایسا کیا تو سوء ادب کی پاداش میں تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں گے اور تمہیں خبر تک نہ ہوگی"۔ یعنی تمہاری نمازوں اور روزوں کو لے کے میں کیا کروں گا اور تمہاری عبادت و ریاضت سے مجھے کیا حاصل، اگر تمہیں میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بات کرنے کا سلیقہ نہیں ہے۔

پھر اس آیت کے ساتھ ہی اگلی آیت میں وضاحت کی کہ تقویٰ اور پرہیزگاری تو یہ ہے کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تم شائستگی سے اور دھیمی آواز میں بات کرو۔

"اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی۔" (الحجرات:3)

ترجمہ: "یقیناً وہ لوگ جو بارگاہ رسالت میں اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں، یہی ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے پرہیزگاری کے لئے جانچ لیا ہے۔"

اگر اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ اس کے حبیب کو نام لے کر نہ پکارا جائے تو اس کی یہ مشیت، عدل اور انصاف پر مبنی ہے۔ جب وہ خود خدا ہو کر انھیں نام لے کر خطاب نہیں کرتا ہے تو بندوں کو کیا حق حاصل ہے کہ انھیں نام لے کر پکاریں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تمام انبیاء کو ان کے ذاتی ناموں سے خطاب کیا:

"یٰٓاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُکَ الْجَنَّۃَ۔" (البقرۃ:35)

ترجمہ: "اے آدم! تو اور تیری بیوی بہشت میں رہو۔"

"یٰنُوْحُ اھْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا۔" (ہود:48)

ترجمہ: "اے نوح! ہماری طرف سے سلامتی کے ساتھ اتر جا"

"یٰٓاِبْرٰھِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا۔" (الصّٰفّٰت:104، 105)

ترجمہ: "اے ابراہیم! تو نے خواب کو سچ کر دکھایا"

"یٰمُوْسٰٓی اِنِّیْٓ اَنَا رَبُّکَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ۔" (طٰہٰ:12)

ترجمہ: "اے موسیٰ! میں ہوں تیرا پروردگار، تو اتار ڈال اپنی جوتیاں"

"یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَ

وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ." (آل عمران:55)

ترجمہ: "اے عیسیٰ! میں دنیا میں تیرے رہنے کی مدت پوری کروں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا"

"یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ." (ص:26)

ترجمہ: "اے داؤد! ہم نے تجھے زمین پر اپنا نائب بنادیا"

"یٰـزَکَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمِ نِ اسْمُہٗ یَحْیٰی." (مریم:7)

ترجمہ: "اے زکریا! ہم تجھے بشارت دیتے ہیں ایک لڑکے کی، جس کا نام یحییٰ ہے"

"یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ." (مریم:12)

ترجمہ: "اے یحییٰ! کتاب کو مضبوطی سے تھامو"

قرآن مجید کو "بسم اللہ" سے لے کر "والناس" تک پڑھ ڈالئے، اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہیں بھی ذاتی نام سے خطاب نہیں کیا۔ کہیں "یاایھا الرسول" کے خطاب عزت سے نوازا، کہیں "یاایھا المزمل" کی صدائے محبت سے پکارا اور کہیں "یاایھا المدثر" کی ندائے شفقت سے سرفراز فرمایا۔

اب ان چند آیتوں کا ذکر جن میں بارگاہ رسالت کے احترام کی تلقین کی گئی ہے اور جن میں ان کی تعظیم کے آداب سکھائے گئے ہیں۔ فرمایا:

"یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌo (الحجرات:1)

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے"۔

اس آیت میں یہ تلقین کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بات کے سامنے اپنی بات پیش نہ کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی قول یا عمل میں پیش قدمی نہ کرو۔ بعض لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی کی تو ان سے کہا گیا کہ آپ سے پیش قدمی نہ کریں۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے:

"اگر روزے کے بارے میں شک ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ نہ رکھیں تو روزہ رکھنے میں پہل نہ کرو۔ لوگ آپ سے کوئی بات دریافت کریں تو آپ کے جواب دینے سے پہلے کوئی پوچھنے والے کو جواب نہ دے بیٹھے کہ یہ گستاخی ہے۔"

بارگاہ رسالت کے جو آداب قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو سکھائے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی لفظ جس میں ابہام یا ایہام ہو، کوئی لفظ جو ذو معنی ہو اور ایک معنی اس لفظ کا توہین آمیز بھی ہو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بات چیت کرتے نہ بولئے۔ فرمایا:

"یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا وَ لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌo (البقرۃ:104)

ترجمہ: "اے ایمان والو! تم راعنا (ہماری رعایت کیجیے) نہ کہا کرو، تم انظرنا کہا کرو اور ان کی بات سنو اور جو بارگاہ رسالت کے آداب ملحوظ رکھنے سے انکار کر دیں، ان کے لئے دردناک عذاب ہے"

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرامؓ بارگاہ رسالت میں بیٹھے آپ کے ارشادات سے جب مستفید ہوتے اور کوئی بات اچھی طرح سمجھ میں نہ آتی تو راعنا کہتے تھے، یعنی ہماری رعایت کیجیے۔ یہودی بھی یہی لفظ کہتے اور عین کے کسرہ کے اشباع کے ساتھ راعنایا راعینا کہتے، یعنی اے ہمارے چرواہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات بھانپ لی اور ان شرارت پسند یہودیوں سے کہنے لگے:

"اگر اب میں نے یہ لفظ تم سے سنا تو بخدا تم کو قتل کر ڈالوں گا۔"

وہ بولے تم خود بھی تو یہی کہتے ہو، اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی، جس کے معنی یہ ہیں کہ تم اس لفظ راعنا ہی کو چھوڑ دو، جس میں اہانت کا کوئی پہلو نکل سکتا ہے۔ تم انظرنا کہا کرو تا کہ سوء ادب کا کوئی شائبہ باقی نہ رہے۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد منبر پر کھڑے ہوئے تو جس پائے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تھے، اس پائے پر کھڑا ہونا سوء ادب خیال کیا اور اس سے نچلے پائے پر کھڑے ہوئے، پھر جب حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ آیا تو انہوں نے بھی اس پائے پر کھڑا ہونا سوء ادب خیال کیا جس پر سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوتے تھے، وہ اس سے بھی نچلے پائے پر کھڑے ہوئے۔

عروہ بن مسعود کو جب قریش نے صلح حدیبیہ کے سال، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تو اس نے دیکھا کہ صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر تعظیم کرتے ہیں۔ اس نے یہ

منظر دیکھا:

"اِنَّـهٗ لَا یَتَـوَضَّـأُ اِلَّا ابْتَدَرُوْا وَضُوْئَهٗ وَ لَا یَبْصُقُ بُصَاقًا اِلَّا تَلَقَّوْهُ بِاَكُفِّهِمْ وَ لَا تَسْقُطُ مِنْهُ شَعْرَةٌ اِلَّا ابْتَدَرُوْهَا وَ اِذَا اَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوْا اَمْرَهٗ وَ اِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْا اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهٗ وَ مَا يُحِدُّوْنَ النَّظَرَ اِلَيْهِ تَعْظِيْمًا لَّهٗ."

ترجمہ: ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی وضو فرماتے، صحابہ ان کے وضو کے پانی کی طرف لپکتے (اسے بدن پر ملتے تھے)۔ ان کا لعاب دہن صحابہ کے ہاتھوں پر رہتا تھا اور ان کا جو موئے مبارک گرتا، صحابہ اس کی طرف لپکتے اور جب وہ انھیں حکم دیتے تو فوراً حکم بجالاتے، جب وہ بات کرتے تو صحابہ اپنی آوازوں کو پست کرلیا کرتے تھے اور ادبا اور احتراماً انہیں تیز نظروں سے نہ دیکھتے تھے۔'' (صحیح بخاری، جلد۱، صفحہ 379)

عروہ بن مسعود نے قریش سے جا کر کہا:

''اے قریش کے لوگو! میں نے قیصرو کسریٰ اور نجاشی کے بھی دربار دیکھے ہیں، خدا کی قسم! کسی بادشاہ کی بھی ایسی تعظیم بجا نہیں لائی جاتی جیسی صحابہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بجالاتے ہیں۔''

(صحیح بخاری، صفحہ 379)

یہی حال ائمہ کرامؒ کا تھا۔ حضرت امام مالک بن انسؒ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے یا ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جاتا تو ان کے چہرے کا رنگ بدل جاتا اور آپ سراپا تعظیم ہوجاتے۔ ایک دن آپ سے پوچھا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک آنے پر یہ آپ کو کیا ہوجاتا ہے۔ آپ نے فرمایا:

"لَوْ رَاَيْتُمْ مَا رَاَيْتُ لَمَا اَنْكَرْتُمْ عَلَى مَا تَرَوْنَ."

ترجمہ: ''اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ شان اور عظمت تم دیکھتے جو میں دیکھ رہا ہوں تو تمہیں میری اس غایت درجے کی تعظیم وتکریم پر اچنبھا نہ ہوتا۔''

حدیث شریف کا درس دینے سے پہلے آپ غسل فرماتے، نہایت عمدہ لباس پہنتے، خوشبو لگاتے اور نہایت خشوع وخضوع سے حدیث بیان فرماتے۔ جب تک آپ درس دیتے رہتے، آپ کی مجلس میں خوشبو برابر مہکتی رہتی۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں، میں ایک دن امام مالکؒ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ اس وقت حدیث شریف کا درس دے رہے تھے، آپ کو بچھو نے کئی بار کاٹا، آپ کے چہرے کا رنگ زرد ہوگیا لیکن آپ پورے صبر اور ضبط کے ساتھ حدیث بیان کرتے رہے۔ جب آپ درس ختم کرچکے اور لوگ چلے گئے تو میں نے پوچھا کہ درس دیتے وقت آپ پر یہ کیا کیفیت طاری ہوئی؟ آپ نے بتایا، مجھے بچھو نے کئی بار کاٹا لیکن میں حدیث کی عظمت واکرام کے باعث ضبط کیے ہوئے بیٹھا رہا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ جذب القلوب میں لکھتے ہیں کہ امام مالکؒ مدینہ طیبہ میں اپنے گھوڑے پر سوار نہ ہوتے تھے۔ فرماتے تھے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ میں اس زمین کو گھوڑے کے سموں سے پامال کروں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں نے لمس کیا ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ مدینہ منورہ کی حدود شروع ہوتے ہی اپنے جوتے اتار لیتے تھے اور وہ اپنے وقت کے امام، وہ عظیم محدث اور فقیہ ننگے پاؤں مدینے کی سرزمین پر چلتے تھے کہ مبادا جس جگہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم رکھے ہوں، وہاں وہ اپنی جوتیاں رکھ دیں۔

ادب کی یہ کیفیتیں حاصل نہیں ہوسکتیں جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی معرفت نہ ہو، جب تک یہ معرفت حاصل نہ ہو کہ وہ تاریخ انسانیت کے مرکز ومحور ہیں اور ازل سے لے کر آج تک جتنی مخلوق پیدا ہوئی ہے، ارض وسما میں اور ما بین السموات والارض اور آج سے لے کر ابد تک جتنی مخلوق پیدا ہونے والی ہے، ارض وسما اور ما بین السموات والارض، کوئی نہیں جو ان کی گرد پا کو چھو سکے۔

حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا جزو ایمان ہے۔ علمائے اسلام، دور صحابہؓ سے لے کر آج تک اس بات پر متفق ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس شخص کو پیار اور تعلق خاطر نہیں، وہ سرے سے مومن ہی نہیں ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا آخرت میں سخت عذاب کا سامنا کرنے کے علاوہ اس دنیا میں بھی قابل گردن زدنی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا، جب تک میری ذات اسے اس کے والدین، اولاد حتیٰ کہ تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجائے۔'' (صحیح البخاری:15)

سیدنا حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ سَبَّ نَبِيًّا قُتِلَ وَ مَنْ سَبَّ اَصْحَابَهٗ جُلِدَ۔'' (طبرانی، ج:1، ص:236)

ترجمہ: ''جس نے کسی نبی کو گالی دی، اسے قتل کیا جائے گا اور جس نے کسی صحابی کو گالی دی، اسے کوڑے مارے جائیں گے۔''

خلاصہ یہ کہ اسلامی قانون کی رُو سے توہین رسالتؐ کا مرتکب سزائے موت کا مستحق ہے اور اس مسئلہ پر تمام صحابہؓ و تابعینؒ اور فقہائے اُمت متفق ہیں۔

اب اسی حوالے سے دورِ نبوی کے واقعات اور ان پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ردّعمل ملاحظہ کیجیے:

سیدنا حضرت علیؓ سے مروی ہے: ''ایک یہودی عورت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتی تھی۔ ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ کر اسے ہلاک کردیا تو آپؐ نے اس عورت کے خون کو رائیگاں قرار دے دیا۔'' (ابوداؤد:4362)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے: ''ایک نابینا صحابیؓ کی ایک اُم ولد لونڈی تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) گالیاں دیا کرتی تھی۔ وہ اسے روکتا مگر وہ باز نہ آتی، وہ ڈانٹتا مگر وہ رُکتی نہ تھی۔ ایک رات اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے کا آغاز کیا تو اس نے بھالا لے کر اس کے شکم میں پیوست کردیا اور اسے زور سے دبایا جس سے وہ ہلاک ہوگئی۔ صبح کو اس کا تذکرہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو لوگوں کو جمع کرکے آپؐ نے فرمایا: میں اس آدمی کو قسم دیتا ہوں جس نے یہ قتل کیا اور میرا اس پر حق ہے کہ وہ کھڑا ہوجائے۔ یہ سن کر ایک نابینا صحابیؓ کھڑا ہوا اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آپؐ کے پاس آیا اور بیٹھ گیا۔ اس نے کہا: یارسول اللہ! (اسے میں نے قتل کیا ہے) وہ آپ کو گالیاں دیا کرتی تھی، میں اسے روکتا مگر وہ باز نہ آتی تھی، میں اسے ڈانٹ ڈپٹ کرتا مگر وہ پروا نہ کرتی۔ اس کے بطن سے میرے دو موتیوں جیسے بیٹے ہیں، وہ میری رفیقہ حیات تھی۔ گذشتہ شب جب وہ آپ کو گالیاں بکنے لگی تو میں نے بھالا لے کر اس کے پیٹ میں گاڑ دیا اور اسے زور سے دبایا حتیٰ کہ وہ مرگئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گواہ رہو کہ اس کا خون رائیگاں ہے۔'' (سنن ابوداؤد:4361)

معروف گستاخ رسول عبدالعزیٰ ابن خطل

کا نام عبداللہ تھا۔ وہ پہلے مسلمان تھا۔ بعدازاں اسلام چھوڑ کر مشرک ہوگیا۔ اس نے اپنے ساتھ دو گانے والی لونڈیاں ارنب اور قریبہ رکھی ہوئی تھیں جن سے وہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ہجویہ اور توہین آمیز گیت کہلوایا کرتا تھا۔ شانِ رسالت میں توہین کے ارتکاب پر اس کی جسارتیں بہت بڑھ چکی تھیں۔ فتح مکہ کے موقع پر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو سب مخالفین حتی کہ بدترین دشمنوں کو بھی معافی دے دی گئی۔ ایک شخص نے آپ کو خبر دی کہ آپ کا گستاخ ابن خطل کعبہ کے پردوں سے چمٹا ہوا ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: اُسے قتل کردو۔ چنانچہ اس گستاخ رسول کو قتل کرنے کی سعادت سیدنا ابوبرزہ اسلمیؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت سعد بن حریثؓ کے حصہ میں آئی۔ انہوں نے اس گستاخ کو کعبۃ اللہ کے پردوں سے نکال کر زمزم کے کنویں اور مقام ابراہیم کے درمیان قتل کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ گستاخ رسول کو بیت اللہ شریف (جو امن کی جگہ ہے) میں بھی قتل کیا جاسکتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ابن خطل کی دونوں لونڈیوں ارنب اور قریبہ کو بھی شانِ رسالت میں گستاخی کے جرم میں قتل کردیا گیا تھا۔

تحفظ ناموس رسالت دین اسلام کی اساس ہے اور پوری امت مسلمہ کی روح بھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کا تحفظ ہر مسلمان کا اولین فرض ہے اور اپنے اس فرض کی انجام دہی کے لئے وہ ہر وقت کوشاں رہتا ہے۔ ملت اسلامیہ کا ہر فرد تحفظ ناموس رسالت پر مرمٹنا اپنی سعادت ہی نہیں بلکہ اسے اپنے لئے حیات جاوداں بھی سمجھتا ہے۔ مسلمانوں کی یہ قیمتی متاع دشمنان اسلام کی آنکھوں میں ہمیشہ کھٹکتی رہتی ہے۔ ان کی کوشش ہوتی ہے کہ کسی بھی طریقے سے مسلمانوں کے قلوب واذہان سے محبت رسول کی روشن شمع گل کردی جائے۔ وہ جانتے ہیں کہ مسلمانوں کی کل کائنات، ان کی محبتوں اور عقیدتوں کا مرکز اور ان کی اخروی شفاعت کا واحد اور آخری سہارا صرف اور صرف ذات محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ان کا مشن ہے کہ مسلمانوں کے پرکیف بدن سے ''روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' نکال کر انہیں بے روح کردیا جائے، ان کے سینوں میں محبت رسول کی شمع بجھا دی جائے، ان کے دلوں سے احترام نبی کا جذبہ ختم کردیا جائے، کیونکہ اس کے بغیر کسی بھی محاذ پر مسلمانوں سے مقابلہ مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ اس لئے یہ ملعون گاہے گاہے امت مسلمہ کی غیرت وحمیت کا ٹیسٹ لیتے رہتے ہیں، تاکہ انہیں معلوم ہوسکے کہ مسلمان اپنے نبی کی ناموس کے مسئلہ پر کتنے غیرت مند ہیں۔

حضرت امام مالکؒ کا فتویٰ ہے کہ جو شخص خواہ وہ کسی بھی نبی کی امت میں سے ہو، اگر اپنے نبی کی توہین سن کر خاموش رہتا ہے اور اس پر اپنا ردّعمل ظاہر نہیں کرتا، تو ایسا شخص اپنے نبی کی امت

سے خارج ہو جاتا ہے۔ یہ بات ملت اسلامیہ کے ہر فرد کو کان کھول کر سن لینی چاہیے اور جان لینی چاہیے کہ جس دن امت محمدیہ نے ملا ازم، بنیاد پرستی، رجعت پسندی اور تاریک خیالی کے طعنوں کے خوف سے کسی بھی شخص کی طرف سے شان رسالت میں کی گئی گستاخی کو روشن خیالی، ترقی پسندی یا رواداری کے ہیضہ میں مبتلا ہو کر برداشت کر لیا، اس پر آنکھیں بند کر لیں، اس پر کسی مصلحت کو غالب کر لیا، جان، مال، عزت اور رشتہ و تعلق کو ناموس رسول پر ترجیح دے دی، خاکم بدہن وہ دن امت مسلمہ کی زندگی کا آخری دن ہوگا، خدا کی رحمتیں اور برکتیں روٹھ جائیں گی۔ اجتماعی مصیبتوں اور پریشانیوں کا ایک طوفان عذاب الٰہی کی صورت میں امڈ آئے گا اور دل کی آنکھیں رکھنے والوں کا کہنا ہے کہ اس کے آثار (انفرادی اور اجتماعی) شروع ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو ایسے وقت سے محفوظ رکھے۔

مئی 1986ء میں ویمن ایکشن فورم کی چیئرمین عاصمہ جہانگیر ایڈووکیٹ نے اسلام آباد میں منعقدہ ایک سیمینار میں شریعت بل کے خلاف تقریر کرتے ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نہایت توہین آمیز الفاظ استعمال کئے۔ عاصمہ جہانگیر کی شانِ رسالت میں گستاخی کے ارتکاب پر راولپنڈی بار ایسوسی ایشن کے معزز اراکین جناب عباد الرحمٰن لودھی ایڈووکیٹ اور جناب ظہیر احمد قادری ایڈووکیٹ نے سخت احتجاج کیا اور مطالبہ کیا کہ وہ ان توہین آمیز الفاظ کو واپس لے کر اس گستاخی پر معافی مانگے۔ عاصمہ جہانگیر کے انکار اور اپنے الفاظ پر مسلسل اصرار پر سیمینار میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ اگلے دن جب اس واقعہ کی خبر اخبارات میں شائع ہوئی تو پورے ملک میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ مسلمانوں کی طرف سے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ فوری طور پر توہین رسالت کی سزا نافذ کی جائے اور اس جرم کا ارتکاب کرنے والے کو عبرتناک سزا دی جائے۔ دریں اثناء انہی دنوں عاصمہ جہانگیر نے برملا اعلان کیا کہ ”میرے شوہر طاہر جہانگیر قادیانی ہیں۔ میں اس سلسلہ میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتی۔ وہ ہم سے بہت بہتر ہیں۔“ (روزنامہ جنگ لاہور 26 جون 1986ء)

عاصمہ جہانگیر کی اس دریدہ دہنی کے خلاف ملک بھر میں سب سے پہلے جس مجاہدہ نے بھرپور آواز اٹھائی، وہ آواز دینی غیرت و حمیت سے سرشار ممبر قومی اسمبلی محترمہ آپا نثار فاطمہؒ کی تھی۔ انہوں نے اس سلسلہ میں اسمبلی میں بھی پوری قوتِ ایمانی کے ساتھ صدائے احتجاج بلند کی اور تحریک استحقاق پیش کی۔ اس کے جواب میں حکومتی بنچوں کی طرف سے کہا گیا کہ عاصمہ جہانگیر کی اس حرکت سے چونکہ مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی ہے، لہٰذا تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298 کے تحت اُس کے خلاف مقدمہ درج ہو سکتا ہے، جس کی سزا ایک سال قید ہے۔ یعنی ان کے نزدیک ایک عام آدمی کی توہین اور حضور سرور کائنات، امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں توہین یکساں ہے۔ (نعوذ باللہ)

قرآن و سنت میں گستاخ رسول کی سزا موت ہے۔ بدقسمتی سے اس وقت تعزیرات پاکستان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں توہین کی کوئی سزا نہیں تھی، اس لئے عاصمہ جہانگیر کے خلاف کوئی مؤثر کارروائی نہ ہو سکی۔ اس نازک صورت حال میں اسلامی جذبہ سے سرشار تحفظ ناموس رسالت کی مجاہدہ محترمہ آپا نثار فاطمہؒ نے ہمت مردانہ سے کام لیتے ہوئے قومی اسمبلی میں تعزیرات پاکستان میں توہین رسالت کی سزا شامل کرنے کا ایک بل پیش کیا جس میں توہین رسالت کی اسلامی سزا، سزائے موت تجویز کی گئی۔ 7 دن کی طویل بحث کے بعد 9 جولائی 1986ء کو قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قانون توہین رسالت منظور کیا۔ تعزیرات پاکستان کی دفعات میں نیا اضافہ کرتے ہوئے 295 سی کے تحت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں توہین کرنے والے ملزم کو موت یا عمر قید کی سزا کا مستحق ٹھہرایا گیا۔ 8 اکتوبر 1986ء کو ایوان بالا یعنی سینیٹ نے بھی اس قانون کو متفقہ طور پر منظور کر لیا۔ یوں پارلیمنٹ کے متفقہ فیصلہ کے مطابق تعزیرات پاکستان میں قانون توہین رسالت 295 سی کا نیا اضافہ ہوا، جو مندرجہ ذیل ہے۔

295-C. Use of derogatory remark etc., in respect of the Holy Prophet. whoever by words, either spoken or written, or by visible representation, or by any imputation, innuendo, or insinuation, directly or indirectly, defiles the sacred name of the Holy Prophet Muhammad (peace by upon him) shall be punished with death or imprionment for life, and shall also be liable to fine.

دفعہ 295 سی: رسول پاک کے لئے

اہانت آمیز الفاظ کا استعمال:

"کوئی شخص بذریعہ الفاظ زبانی، تحریری یا اعلانیہ، اشارتاً، کنایتاً، بہتان تراشی کرے اور رسول اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام کی بے حرمتی کرے، اسے سزائے موت یا سزائے عمر قید دی جائے گی اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔"

1973ء کے متفقہ دستور کی دفعہ نمبر 227 میں اہلیان پاکستان کو یہ حق دیا گیا تھا کہ وہ خلاف اسلام دفعات کی نشاندہی کر کے ان کو قرآن و سنت کے مطابق تبدیل کرا سکتے ہیں۔ سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے زیر نگرانی تیار کردہ اس دستور میں دیئے ہوئے حق کو استعمال کرتے ہوئے 1987ء میں سپریم کورٹ کے سینئر ایڈووکیٹ جناب محمد اسماعیل قریشی نے وفاقی شرعی عدالت میں ایک پٹیشن دائر کی کہ قومی اسمبلی اور سینیٹ نے قانون توہین رسالت منظور کرتے ہوئے تعزیرات پاکستان میں 295 سی کا اضافہ کیا۔ یہ دفعہ اس لئے قابل اعتراض ہے کہ اس میں ملزم کو دی جانے والی متبادل سزا، سزائے عمر قید ان احکامات اسلامی کے خلاف ہے جو قرآن مجید اور سنت رسول میں دیئے گئے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں کسی قسم کی کوئی بے ادبی یا اہانت آمیز بات شرعی حد کے دائرہ میں آتی ہے اور اس کی سزا میں حکومت ہی نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ بھی سوئی کے نوک کے برابر کوئی تبدیلی یا ترمیم کرنے کا اختیار نہیں رکھتی اور یہ ناقابل معافی جرم ہے۔ لہٰذا تعزیرات پاکستان کی دفعہ [illegible] سی میں درج سزا "یا عمر قید" کو ختم کیا جائے۔

اس مقدمہ کی باقاعدہ سماعت نومبر 1989ء کو شروع ہوئی۔ وفاقی شرعی عدالت کا یہ فل بنچ جناب جسٹس گل محمد خان چیف جسٹس، جناب جسٹس عبدالکریم خان کندی، جناب جسٹس عبادت یار خاں، جناب جسٹس عبدالرزاق اے تھیم اور جناب جسٹس فدا محمد خاں پر مشتمل تھا۔ عدالت نے 8 دن (26 تا 29 نومبر 1989ء، 4 تا 7 مارچ 1990ء) اس درخواست کی سماعت کی اور متعدد سکالروں، تمام مسالک کے جید علماء کرام اور اس موضوع پر دسترس رکھنے والے سینئر قانون دانوں کو بھی طلب کیا، تا کہ وہ اس موضوع پر اپنی آراء پیش کر کے عدالت کی قانونی معاونت کریں۔

30 اکتوبر 1990ء کو عدالت نے اس درخواست کا متفقہ فیصلہ سنایا۔ عدالت نے قرار دیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین یا ان کے اسم مبارک کی بے حرمتی کے جرم میں متبادل سزا، تا حیات قید، اسلام کی واضح نصوص (احکام) کے منافی ہے۔ عدالت نے مزید کہا کہ دفعہ 295 سی میں "یا عمر قید" کا لفظ توہین رسالت کے حوالہ سے شریعت اسلامیہ کے خلاف ہے، اس لئے صدر پاکستان کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ 30 اپریل 1991ء تک اس قانون کی اصلاح کریں اور "یا عمر قید" کے الفاظ ختم کریں، اور یہ کہ اگر تاریخ مقررہ تک ایسا نہ کیا گیا تو پھر اس کے بعد یہ الفاظ خود بخود کالعدم متصور کئے جائیں گے اور صرف سزائے موت، ملک کا قانون بن جائے گا، چنانچہ مقررہ تاریخ تک یہ کام نہ ہو سکا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے مطابق یہ الفاظ خود بخود کالعدم ہوگئے۔ وفاقی شرعی عدالت نے اپنے فیصلہ میں توہین رسالت کی سزا، سزائے موت کو قرآن اور سنت رسول سے اخذ کردہ اور درست قرار دیا۔ (PLD 1991 FSC 10)

یاد رہے کہ پاکستان کے آئین کی دفعہ 203-D کے تحت وفاقی شرعی عدالت ہی اس امر کی مجاز ہے کہ وہ کسی قانون کے اسلامی یا غیر اسلامی ہونے کا فیصلہ کرے۔ آئین کی شق 203-D کے مطالعہ کے بعد اس سلسلہ میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ اس آئینی شق میں کہا گیا ہے:

"عدالت از خود نوٹس پر یا پاکستان کے کسی شہری کی پٹیشن پر یا وفاقی یا کسی صوبائی حکومت کی پٹیشن پر یہ اختیار رکھتی ہے کہ وہ قرآن اور سنت رسول کے اصولوں کی روشنی میں کسی بھی قانون یا اس کی شق کے اسلام کے مطابق یا اسلام سے متصادم ہونے کا فیصلہ کر سکے۔"

یہ بات ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ پاکستان کی پارلیمنٹ قوانین وضع کرنے، ان پر نظر ثانی کرنے، ان میں ترمیم کرنے، ان کی تنسیخ کرنے کے وسیع تر اختیارات رکھتی ہے۔ پارلیمانی طریقہ کار اور قانون سازی کی روایات کے مطابق پارلیمنٹ کی طرف سے وضع کردہ قانون توہین رسالت کئی دہائیوں سے نافذ العمل ہے اور آئینی عدالت کے کڑے معیار پر پورا اتر چکا ہے۔ یہ کہنا کہ قرآن و سنت میں توہین رسالت کی سزا موت نہیں ہے، وفاقی شرعی عدالت اس اعتراض کا آئینی شق 203-D کی ذیلی شق 2 کے تحت پہلے ہی باریک بینی سے جائزہ لے چکی ہے اور اس کے فیصلہ کی رو سے موجودہ قانون قرآن و سنت کے عین مطابق ہے اور قرار دیا گیا ہے کہ گستاخ رسول کے لئے موت کی سزا کے علاوہ کسی بھی قسم کی متبادل سزا اسلامی تعلیمات سے متصادم ہوگی۔ آئین کی شق 203-D کی ذیلی شق 2 کی شق (b) کے تحت یہ فیصلہ فوری طور پر نافذ ہو چکا ہے۔ (جاری ہے)

مسیح علیہ السلام کے بارے میں

اناجیل کے تضادات

محمد سہیل جمیل

مذہب عیسائیت میں ایک عقیدہ یسوع مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) کو مصلوب کیے جانے کا بھی ہے، جب یہودی ورومی سپاہی یسوع مسیح کو گرفتار کر کے صلیب دینے کے لئے لے جارہے تھے، تو اناجیل کے تین راویوں کے مطابق یسوع کی صلیب شمعون کرینی نے اٹھائی تھی گلگتا (کھوپڑی کی جگہ) تک (بمطابق متی، باب: ۲۷، آیت: ۳۲، مرقس، باب: ۱۵، آیت: ۲۱، لوقا، باب: ۲۳، آیت: ۲۶) اور یوحنا کی انجیل کے مطابق خود یسوع نے اپنی صلیب اٹھائی تھی۔ (یوحنا، باب: ۱۹، آیت: ۱۷)

اور بعدازاں عیسائیت کے عقیدے کے مطابق یسوع مسیح کو صلیب پر مرنے کے بعد قبر میں دفنایا گیا، اور وہ تین دن بعد قبر سے نکلے اور شاگردوں کے ساتھ رہے اور پھر زندہ آسمان پر چلے گئے۔

غرض اس عقیدے میں بے شمار خامیاں ہیں جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ایک مثال یہ ہے کہ یسوع کی صلیب کس نے اٹھائی؟ تین الہامی مانی جانے والی اناجیل کے مطابق شمعون نے یا ایک الہامی مانے جانے والی انجیل کے مطابق خود یسوع نے؟ آخر روح القدس نے کیسے صحیح الہام کیا؟

ان سب سے قطع نظر کرکے ہم یہ دعوے سے اور خود بائبل مقدس اور اناجیل سے ثابت کرتے ہیں، کہ یسوع مسیح کو صلیب نہیں دی جاسکی اور ان کے بدلے دوسرے کو صلیب ملی، جو کہ شریر تھا اور شریر خود اپنے جال میں پھنس گیا۔

مسیحی علماء اور دیگر جو واقعہ صلیب بیان کرتے ہیں وہ غلط اور جھوٹا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن شریف کی سورۂ نساء میں مسیحیت کے اس دعوے کا رد کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ نہ انہوں نے حضرت مسیح کو قتل کیا نہ صلیب دی بلکہ ان کو (یہود کو) اس معاملے میں اشتباہ ہوگیا۔ (مفہوم)

یہ حقیقت ہے کہ اس دور میں واقعہ مصلوبیت کے وقت سب شک و شبہ میں مبتلا ہوگئے تھے، اور اسی چیز کو خدا نے بائبل کی کتاب زبور باب: ۲، آیت: ۶ میں یوں بیان کیا ہے کہ: "وہ جو آسمان پر تخت نشین ہے ہنسے گا، خداوند ان کا مذاق اڑائے گا۔"

یہ بات قرآن سے مطابقت رکھتی ہے، آیت زبور کے مطابق شرک میں مبتلا کردیا خداوند [illegible] یہود و عیسائی کا مذاق اڑائے گا۔

خود عیسائیوں سے اس واقعہ صلیب پر دلیل طلب کرتے ہیں، کہ کیا دلیل ہے آپ کے پاس کہ واقعی یسوع مسیح ہی مصلوب ہوئے واقعہ صلیب پر؟

کوئی عینی شاہد؟ کوئی گواہ ہے؟ مسیح گواہ یا یسوع کے سچے شاگرد گواہ ہیں؟

(۱) مقدس متی نے لکھا ہے کہ: مسیح کو صلیب دی گئی، (۲) مقدس مرقس نے لکھا ہے، (۳) مقدس لوقا نے لکھا ہے، (۴) مقدس یوحنا نے لکھا ہے، (۵) اور پولس نے لکھا ہے۔

یہ ہیں وہ گواہ جنہوں نے اپنی اناجیل و خطوط میں لکھا ہے، کہ یسوع مسیح کو صلیب دی گئی۔

مگر ان میں سے تو ایک بھی وقت صلیب حاضر نہ تھا، بلکہ جب یسوع مسیح پریشانی کی حالت میں اللہ سے دعا کرتے ہیں، تین بار تب بھی یہ شاگرد سوتے رہے تھے، جب یہ شاگرد یسوع کی صلیب کے وقت حاضر نہ تھے تو گواہی کس طرح سچی دیں گے؟

یہ مسلم واقعہ ہے کہ جب یہود و رومی سپاہی یسوع مسیح کو گرفتار کرنے گئے تو رات کا وقت تھا، اندھیرا تھا اور حواری شاگرد سب چھوڑ کر بھاگ گئے تھے، لکھا ہے کہ: "اس پر سب شاگرد اسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔" (مرقس باب: ۱۴، آیت: ۵۰، متی باب: ۲۶، آیت: ۵۶)

خود مسیح کی گواہی تھی کہ: "دیکھو وہ گھڑی آتی ہے بلکہ آپہنچی ہے کہ تم سب پراگندا ہوکر اپنے اپنے گھر کی راہ لو گے اور مجھے اکیلا چھوڑ دو گے۔" (یوحنا باب: ۱۶، آیت: ۳۲)

اور یوحنا کا یہ کہنا کہ ایک شاگرد صلیب کے پاس تھا غلط ہے، ورنہ یسوع کا فرمان غلط اور جھوٹا ہوجائے گا، کہ سب چھوڑ جاؤ گے اور متی مرقس کا بیان بھی ہے کہ سب چھوڑ کر بھاگ گئے، یہاں تک کہ ایک شاگرد جو چادر اوڑھ کر صلیب کے وقت پیچھے ہولیا تھا وہ بھی لوگوں کی توجہ کی وجہ سے چادر چھوڑ کر ننگا ہی بھاگ گیا تھا۔

مرقس باب:۱۶، آیت:۵۱ (اور اسے یوحنا مانا جاتا ہے) یوں یہ تو ثابت ہوا، کہ وہ وقتِ مصلوبیت یسوع کے شاگردوں میں سے کوئی بھی نہ تھا، اور رہا پولس (پال) تو وہ واقعہ مصلوبیت کے وقت کہیں موجود ہی نہیں تھا، اس کا ذکر کہیں بھی نہیں آیا۔

اب جو شاگرد تھے انہیں اور یہودی و رومی جو گرفتار کرنے گئے تھے، وہ مسیح کو پہچانتے نہیں تھے، اسی لئے یہودا اسکریوتی کو ۳۰ روپے رشوت دی تھی، تا کہ وہ یسوع کو پہچان کر پکڑوانے میں مدد کرے، اور جب یہودی و رومی یسوع کو پکڑنے آئے تو خود یسوع نے ان سے کہا کس کو ڈھونڈتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ یسوع ناصری کو، جس پر یسوع نے کہا کہ وہ میں ہی ہوں یہ سن کر وہ گر پڑے، یسوع نے پھر پوچھا کس کو ڈھونڈتے ہو؟ انہوں نے کہا: یسوع کو، یسوع نے کہا وہ میں ہی ہوں۔ (یوحنا، باب:۱۸، آیت:۵تا۹)

تو دیکھیں کہ ایک تورات کا وقت، دوسرے پکڑنے والے یسوع کی شکل سے آشنا نہ تھے، یہاں تک کہ یسوع بار بار کہتے ہیں، کہ میں ہی یسوع ہوں مگر وہ نہیں پہچانتے، حالانکہ یسوع ان کے درمیان منادی کرتے رہے تھے۔ (اصل داستانِ مصلوبیت کا اہم موڑ یہاں ہی سے شروع ہوتا ہے) یہ سب اس خدا کی طرف سے تھا جس نے یسوع مسیح کو بچانا تھا، صلیب پر چڑھنے سے، کیونکہ اس کا وعدہ کیا تھا خدا نے یسوع سے۔ وہ پہلے ہی وعدہ کر چکا تھا یسوع سے کہ: ''وہ تیری بابت اپنے فرشتوں کو حکم دے گا کہ تیری حفاظت کریں اور وہ تجھے ہاتھوں پر اٹھالیں گے، ایسا نہ ہو کہ تیرے پاؤں کو پتھر سے ٹھیس لگے۔''

(متی باب:۴، آیت:۶، لوقا باب:۴، آیت:۱۰،۱۱)

اور پھر مسیح کی بوقت ضرورت صورت بھی بدل جاتی تھی لکھا ہے کہ: اور ان کے سامنے اس کی صورت بدل گئی اور اس کا چہرہ سورج کی مانند چمکا۔

(متی باب:۱۷، آیت:۲، مرقس باب:۹، آیت:۲)

بات صاف ہوگئی کہ اس واقعہ مصلوبیت کے وقت جب سپاہی گرفتار کرنے آئے تو یسوع کو نہ پہچان سکے، کیونکہ ان کی صورت بدل گئی تھی اس کا مزید ثبوت یہ بھی ہے کہ لکھا ہے: ''یہ کہہ کر وہ پیچھے پھری اور یسوع کو کھڑے دیکھا اور نہ پہچانا کہ یہ یسوع ہے۔'' (یوحنا باب:۲۰، آیت:۱۴)

اور اسی طرح شاگردوں نے بھی دن میں صبح کے وقت بھی یسوع کو نہیں پہچانا تھا، لکھا ہے کہ: ''اور صبح ہوتے ہی یسوع کنارے پر آ کھڑا ہوا مگر شاگردوں نے نہ پہچانا کہ یہ یسوع ہے۔

(یوحنا باب:۲۱، آیت:۴)

تو جناب قریبی ساتھی مریم اور شاگرد بھی نہ پہچان سکے کہ یہ یسوع ہے، تو یہودی و رومی بھلا کیسے پہچان لیتے جبکہ یسوع (علیہ السلام) اپنی صورت بھی بدل لیتا تھا (بذریعہ حکم خدا) یوں جب یہودی و رومی پکڑنے آئے تو سارے شاگرد بھاگ گئے، اور وہاں بچے صرف دو افراد، ایک یسوع خود جسے وہ پہچانتے نہ تھے، دوسرا یہودا اسکریوتی۔ اب ظاہر ہے رات کا وقت، شاگرد فرار، پکڑنے والے پہچانتے نہ تھے، مسیح کی صورت بدل چکی تھی اور خدا نے یسوع مسیح کی دعا سن لی تھی، دعا یہ تھی کہ: ''اے باپ اگر تو چاہے تو یہ پیالہ (صلیب) مجھ سے ہٹا لے تو بھی میری مرضی نہیں بلکہ تیری ہی مرضی پوری ہو۔'' (لوقا باب:۲۲، آیت:۴۲)

اور مسیح کی یہ دعا بھی عہد نامہ قدیم میں درج ہے کہ: ''اے خداوند! میرے ستانے والے کتنے بڑھ گئے ہیں، وہ میرے خلاف اٹھتے ہیں بہت سے میری جان کے بارے میں کہتے ہیں کہ خدا کی طرف سے اس کی کمک نہ ہوگی، لیکن تو اے خداوند! ہر طرف میری سپر ہے، میرا فخر و سرفراز کرنے والا، میں بلند آواز سے خداوند کے حضور فریاد کرتا ہوں اور وہ اپنے کوہ مقدس پر سے مجھے جواب دیتا ہے۔'' (زبور باب:۳، آیت:۱تا۴)

یسوع خدا کو پکارتے ہیں اور وہ کوہ مقدس سے جواب دیتا ہے اور یسوع کو بچالیتا ہے، کیونکہ خدا کو جب یسوع نے پکارا تو یسوع کو ایک فرشتے نے تقویت بھی دی لکھا ہے کہ: ''آسمان سے ایک فرشتہ اسے دکھائی دیا وہ اسے تقویت دیتا تھا۔''

(لوقا باب:۲۲، آیت:۴۳)

اور خدا تعالیٰ تو یسوع سے پہلے ہی وعدہ کر چکا تھا کہ: وہ فرشتوں کو حکم دے گا کہ وہ تیری حفاظت کریں اور وہ تجھے ہاتھوں پر اٹھالیں گے۔

(متی باب:۴، آیت:۶)

اب ظاہر ہوگیا کہ یسوع نے صلیب سے بچنے کی دعا کی یسوع کی دعا قبول ہوئی، ایک فرشتہ یسوع کو تقویت دیتا رہا اور فرشتوں نے یسوع کو صلیب سے بچا کر ہاتھوں پر اٹھالیا، یوں مسیح کو صلیب نہیں دی گئی، پھر ظاہر ہے کہ جب مسیح نے نہایت عاجزی سے اور رو رو کر موت سے صلیب سے بچنے کی دعا کی جو جیسا لکھا ہے کہ: اس نے اپنی بشریت کے دنوں میں زور زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اسی سے دعائیں اور التجائیں کیں، جو اس کو موت سے بچا سکتا تھا اور خدا ترسی کے سبب سے اس کی سنی گئی۔ (عبرانیوں باب:۵، آیت:۷)

اور اب تو پکا ہوگیا کہ یسوع موت سے

بچنے کی دعا پکار پکار کر رو رو کر کرتا تھا، کہ اے خدا یہ پیالہ موت کا صلیب کا مجھ سے ہٹا لے اور خدا ترسی کے سبب اس کی سنی گئی، اور فرشتے نے تقویت دی اور فرشتے اسے زندہ موت سے بچا کر ہاتھوں پر اٹھا کر لے گئے، اور یوں یسوع کو صلیب نہیں دی گئی (صلیب کیسے دی گئی یہ آگے آئے گا)۔

یسوع کی ایک اور دعا زبور میں مرقوم ہے، لکھا ہے کہ: ’’لوٹ اے خداوند میری جان کو چھڑا، اپنی شفقت کی خاطر مجھے بچا لے، کیونکہ موت کے بعد تیری یاد نہیں ہوتی، قبر میں کون تیری شکر گزاری کرے گا؟‘‘ (زبور باب:۶، آیت:۴۔۵)

یسوع کی اس دعا سے بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ قبر میں جانے سے بچائے جانے کے لئے دعا گو ہیں اور تاویل بھی دیتے ہیں کہ قبر میں کوئی شکر گزاری کرتا ہے مجھے بچا لے تا کہ میں شکر گزار رہوں۔

پھر یسوع اپنی زندگی میں موت کے پیالے کو ہٹانے کے لئے دل سوزی سے دعا کرتا تھا لکھا ہے کہ: وہ اور بھی دل سوزی سے دعا کرنے لگا اور اس کا پسینہ گویا خون کی بڑی بڑی بوندیں ہو کر زمین پر ٹپکتا تھا۔ (لوقا باب:۲۲، آیت ۴۲۔۴۴)

اب ذرا پھر سے خلاصہ کہ یہود و دیگر شک میں مبتلا تھے کہ کیسے مصلب کیا ہے؟ کیونکہ وہ پہچانتے نہ تھے، پھر مسیح رو رو کر اپنی موت پیالے سے بچنے کی دعائیں کر رہے تھے ایسے کہ ان کا پسینہ خون بن کر گر رہا تھا، اور خدا ان کی دعا قبول کر لیتا ہے اور فرشتے کو تقویت دینے بھیجتا ہے اور فرشتے نازل کر کے یسوع کو ہاتھوں پر اٹھا لیا جاتا ہی، بہت سے جو کہتے تھے کہ یسوع کی جان کو کمک مدد نہ آئے گی۔ (زبور باب:۳، آیت:۲)

یسوع پکار پکار کر کہتا ہے کہ مجھے قبر میں نہ ڈال کہ قبر میں کون شکر گزاری کرے گا۔ (زبور، ۶:۵) یوں یہ تو ثابت ہو گیا کہ یسوع صلیب پر نہیں چڑھے۔

یسوع کی اپنی شہادت بھی پڑھ لیں وہ کہتا ہے کہ: ’’میں اور تھوڑے دنوں تک تمہارے پاس ہوں پھر اپنے بھیجنے والے کے پاس چلا جاؤں گا۔‘‘ (یوحنا باب:۷، آیت:۳۳)

اس نے پھر ان سے کہا میں جاتا ہوں اور تم مجھے ڈھونڈو گے اور اپنے گناہ میں مرو گے جہاں میں جاتا ہوں تم نہیں آ سکتے۔ (یوحنا باب:۸، آیت:۲۱)

(ان میں یسوع یہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں واپس اپنے بھیجنے والے کے پاس چلا جاؤں گا اور تم مجھے ڈھونڈو گے) اس ڈھونڈنے سے کیا مراد ہے؟ اگر یسوع واقعی صلیب پا کر مرا اور پھر زندہ ہو کر آسمان پر چلا گیا ہوتا تو یسوع کے مطابق پھر وہ کیا ڈھونڈتے؟ یسوع نے اسی لئے کہا تھا کہ ڈھونڈو گے یعنی میرا آسمان پر جانا ایک مشکوک معاملہ ہو جائے گا اور لوگ اس ہی تحقیق میں ڈھونڈنے میں لگ جائیں گے کہ میں یسوع مصلوب ہوا یا نہیں؟ پھر یسوع نے آگے کہا کہ اور اپنے گناہ میں مرو گے۔ یہ کیوں کہا؟ لوگ کس گناہ میں مریں گے؟ یہ راز یوں ہے کہ یہود و رومی اور دیگر وہ لوگ جو بعد کے زمانوں میں آئیں گے اور پولس کے عقائد کے تحت کہیں گے کہ یسوع مصلوب ہوا، تو یہ لوگ اس گناہ میں مریں گے کہ ایک غلط عقیدہ مجھ سے منسوب کر کے اس پر ایمان لائیں گے اور اسی غلط عقیدے پر گناہ میں مریں گے۔ کیونکہ یسوع نے کہا تھا کہ جہاں میں جاتا ہوں تم نہیں آ سکتے۔ یعنی بغیر مرے نہیں آ سکتے۔ تم نہیں آ سکتے یعنی جس طرح میں جاتا ہوں (بغیر مرے بغیر قبر کے بغیر مصلوب ہوئے) اس طرح تم نہیں آ سکتے، یوں مصلوبیت کے عقیدے پر ایمان رکھنے والا گناہ میں مرے گا۔

زبور باب:۲۱، آیت:۴ میں بھی لکھا ہے کہ: ’’اس (یسوع) نے تجھ (خدا) سے زندگی چاہی اور تو نے بخش دی بلکہ عمر کی درازی ہمیشہ کے لئے۔‘‘ موت کا پیالہ ہٹا لیا یسوع کو عمر درازی ہمیشہ کی ملی۔ اسی لئے یسوع کے لئے لکھا ہے کہ: ’’اسی سبب سے میرا دل خوش اور میری روح شادمان ہے، میرا جسم بھی امن و امان میں رہے گا، کیونکہ تو نہ میری جان کو پاتال میں رہنے دے گا نہ اپنے مقدس کو سڑنے دے گا۔‘‘ (زبور باب:۱۶، آیت:۹۔۱۰)

اب یہاں یہ فکر ستاتی ہے کہ اگر یسوع مسیح مصلوب نہیں ہوئے یہود پہچانتے نہ تھے رات تھی، یسوع نے دعا کی کہ موت کا پیالہ مجھ سے ہٹا لے اور میرا دل شادمان رہے میرا بدن قبر میں نہ سڑے اور فرشتہ تقویت دیتا تھا اور رو رو کر مانگی دعا قبول ہوئی اور فرشتہ تقویت دینے کے بعد ہاتھوں پر اٹھا لے گا، اور عمر دراز ہوئی ہمیشہ کے لئے، تو پھر کون صلیب پر چڑھا مصلوب ہوا؟؟ اس کے لئے پیچھے چلیں جہاں ہے کہ یہود و رومی مسیح کو گرفتار کرنے آئے رات کا وقت تھا اور سب شاگرد مسیح کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اب وہاں دو افراد بچے ایک یسوع مسیح جسے یہودی و رومی پہچانتے نہ تھے مسیح کے اقرار کے باوجود کیونکہ مسیح کی صورت بدل گئی تھی۔ (مرقس باب:۹، آیت:۲) اور یہودی و رومی نے دیکھا کہ سارے بھاگ گئے جو سامنے ہے وہ مسیح نہیں، اب ان کی نظر دوسرے فرد پر پڑی اور اسے ہی ان یہودی و رومی ں نے مسیح یسوع سمجھا اور مان لیا۔

(جاری ہے)

روحانیت سے مالا مال امت

مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہ

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ○ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ○" (الکوثر)

ترجمہ: "بے شک ہم نے دی تجھ کو کوثر، نماز پڑھ اپنے رب کے آگے اور قربانی کر۔ بے شک جو دشمن ہے تیرا وہی رہ گیا پیچھا کٹا۔"

"ان لکل شئی بھاء و بھاء امتی القرآن۔"

ترجمہ: "ہر چیز کے لئے ایک زینت ہوتی ہے اور میری امت کی زینت قرآن کریم ہے۔"

محترم قارئین:

سورۃ کوثر قرآن عظیم کی ان مختصر سورتوں میں سے ہے جو مختصر تین آیتوں پر مشتمل ہے۔ پہلی آیت میں "کوثر" کا ذکر ہے۔ دوسری میں "نحر" کا ذکر ہے اور تیسری میں "بتر" کا ذکر ہے۔ یہ انتہائی جامع سورت ہے جو دنیا و آخرت کی مادی اور روحانی برکات کی بشارت اور اعلان پر مشتمل ہے، بعض مفسرین نے اس کو مدنی سورت قرار دیا ہے، لیکن اکثر مفسرین کے ہاں یہ مکی سورت ہے۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ تفسیر عثمانی میں لکھتے ہیں:

"کوثر کے معنی خیر کثیر کے ہیں یعنی بہت زیادہ بھلائی اور بہتری، یہاں اس سے کیا مراد ہے؟ "البحر المحیط" میں اس کے متعلق چھبیس اقوال ذکر کئے ہیں اور آخر میں اس کو ترجیح دی ہے کہ اس لفظ کے تحت ہر قسم کی دینی و دنیوی دولتیں اور حسی و معنوی نعمتیں داخل ہیں جو آپ کو یا آپ کے طفیل امت مرحومہ کو ملنے والی تھیں، ان نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت وہ "حوض کوثر" بھی ہے جو اسی نام سے مسلمانوں میں مشہور ہے اور جس کے پانی سے آپ اپنی امت کو محشر میں سیراب فرمائیں گے۔" (تفسیر عثمانی، ص:۸۰۴)

تفسیر ابن کثیر اور دیگر تفاسیر میں کوثر کے تین معنی زیادہ مشہور ہیں:

(۱) خیر کثیر، (۲) حوض کوثر، (۳) قرآن عظیم۔ مگر حوض کوثر کا مفہوم زیادہ مشہور ہے اور خیر کثیر کا مفہوم زیادہ جامع ہے، جس کے تحت آخرت کا حوض کوثر بھی داخل ہے اور دنیا کا حوض کوثر جو قرآن کریم ہے یہ بھی داخل ہے اور اس کے علاوہ دیگر تمام بھلائیں بھی اس میں داخل ہیں۔

خاتم النبیین خیر کثیر کی صورت میں:

خیر کثیر میں سے چند چیزیں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں:

خیر کثیر میں سے سب سے پہلے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات اور آپ کی نبوت عامہ اور ختم نبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے مکرم و معظم رسول کا امتی بنایا، جس کا امتی بننے کے لئے سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام نے تمنائیں کیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی اولوالعزم ہستی بھی (جن کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر زندہ اٹھالیا قیامت کے قریب دنیا میں اتر کر) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بننے کا شرف حاصل کرے گی۔

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرمایا ہے کہ قیامت کے روز آپ کو اتنا عطا کریں گے کہ آپ راضی ہوجائیں گے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قسم بخدا! میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا، جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں باقی رہے گا۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ: "وہ امت ہرگز ہلاک نہیں ہوسکتی جس کی ابتدا میں، میں ہوں، درمیان میں حضرت مہدی علیہ الرضوان اور آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی برکتوں سے اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ایسی سہولتوں، نعمتوں، رحمتوں اور برکتوں سے نوازا ہے جس سے سابقہ امتیں محروم تھیں، مثلاً:

ا:... سابقہ امتوں پر یہ تنگی تھی کہ پانی کے

سوا وضو بنانے کی کوئی صورت نہیں تھی، اس امت کو اللہ تعالیٰ نے مٹی (تیمم) کے ذریعہ سے طہارت حاصل کرنے کی سہولت سے نوازا۔

۲:... یہودیوں پر یہ تنگی تھی کہ جماعت کے بغیر ان کی نماز ہی نہیں ہو سکتی تھی اور جماعت بھی صرف عبادت گاہ میں جائز تھی، عبادت گاہ کے علاوہ زمین کے کسی حصہ پر نماز جائز نہیں تھی، یہ کتنی بڑی تنگی تھی اور کتنا بڑا بوجھ تھا جو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اٹھالیا اور ان کی ایک نیکی کو دس کے برابر قرار دیا۔

۳:... یہود میں سے اگر رات کی تاریکی میں کوئی گناہ کا ارتکاب کرتا تو صبح اس کے دروازہ پر وہ گناہ لکھا ہوا ملتا، جو عضو گناہ میں آلودہ ہوتا اسے بطور سزا کاٹنا پڑتا، کپڑے پر اگر گندگی لگ جاتی تو دھونے کے بجائے اسے کاٹنا لازم تھا، حلال جانوروں کی چربی استعمال کرنا ان پر حرام کیا گیا تھا، قربانی کا گوشت استعمال کرنا ان کے لئے ناجائز تھا، میدان جہاد میں حاصل شدہ مال غنیمت کو اپنے کام میں لانا ممنوع تھا۔ یہ ساری چیزیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے امت مرحومہ کے لئے حلال قرار پائیں، قلبی وساوس اور بھول چوک کی غلطیاں معاف قرار دے دی گئیں، یہ سب اس امت کے لئے خیر کثیر کی صورتیں ہیں۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کے تمام کمالات مکمل کر دیئے گئے جس کے طفیل امت مسلمہ کو آخری امت ہونے کا عظیم شرف حاصل ہوگیا۔ گویا انسانی کمالات اس امت پر مکمل ہوگئے، کسی اور کمال کی گنجائش باقی نہ رہی، حتیٰ کہ اس امت کو اسی سرافت، متانت، اعتدال اور وقار کی وجہ سے تمام سابقہ امتوں پر بطور گواہ مقرر کیا جائے گا اور پھر بطور تزکیہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت پر گواہ بنادیا گیا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

"وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا..."

(بقرہ:۱۴۳)

ترجمہ: "اور اسی طرح کیا ہم نے تم کو امت معتدل تاکہ ہو تم گواہ لوگوں پر اور ہو رسول تم پر گواہی دینے والا۔"

دیکھ جا قرآن میں اے محترم
مصطفیٰ کی امت ہے خیر الامم

بیت اللہ الحرام خیر کثیر کی صورت میں:

اسی خیر کثیر کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ الحرام اس امت کو عطا کیا، سابقہ امتوں اور انبیاء کرام جن کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا سب کا قبلہ بیت المقدس تھا، اگرچہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کے علاوہ انبیاء کرام علیہم السلام نے بیت اللہ کی زیارت کی ہے، عمرے بھی ادا کئے ہیں، لیکن قبلہ کی حیثیت سے ان کے لئے قبلہ بیت المقدس ہی مقرر تھا۔ یہ عظیم شرف اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا اور آپ کے طفیل آپ کی امت کو ملا۔

بیت اللہ ذریعۂ بقاء عالم ہے، جب تک بیت اللہ قائم رہے گا قیامت نہیں آئے گی، بیت اللہ انوارات و برکات کا مرکز ہے، جو شخص اس کا طواف کرتا ہے اس پر ساٹھ خصوصی رحمتیں برستی ہیں جو شخص وہاں نفل نماز ادا کرتا ہے، اس پر چالیس رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور جو شخص صرف بیٹھا ہوا بیت اللہ کو دیکھتا رہتا ہے اس پر بیس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ کی امت کو ملنے والا ایک انعام حجر اسود ہے جو اللہ تعالیٰ کا داہنا ہاتھ کہلاتا ہے، جو شخص حجر اسود کو چومتا ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا بوسہ لیتا ہے، جس جگہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہونٹ لگے ہیں وہاں ایک امتی کو بوسہ دینے کا شرف حاصل ہوتا ہے، جہاں کروڑوں اولیاء اللہ نے منہ لگا کر بوسہ لیا ہے وہاں یہ شخص بوسہ دیتا ہے اور حجر اسود اس کے ایمان پر گواہ بن کر شفاعت کرنے والا بن جاتا ہے۔

اس امت پر ایک انعام ملتزم ہے جو دعاؤں کی قبولیت کا مقام ہے، جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے علاوہ کروڑوں اللہ والوں نے چپک کر دعائیں مانگی ہیں اور زارو قطار روئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی دعائیں قبول فرمائی ہیں۔

اس کے ساتھ ہی بیت اللہ کا دروازہ ہے کہ اس کی چوکھٹ پر ایک مسلمان آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے گھر کے دروازہ پر سر رکھ کر رحمتیں اور برکتیں حاصل کر لیتا ہے، پھر حطیم کا حصہ ہے جو غریبوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ سے تکوینی طور پر باہر رکھا ہے، تاکہ کسی غریب، بے بس، گمنام مسلمان کو بیت اللہ کے اندر نماز نہ پڑھنے کا غم اور افسوس نہ رہے، کیونکہ جو مسلمان حطیم شریف میں نماز پڑھے گا گویا اس نے کعبۃ اللہ کے اندر ہی نماز پڑھ لی۔ ایک مرتبہ حضرت عثمانؓ حطیم سے باہر آکر فرمانے لگے: "قسم بخدا! ابھی جنت میں نماز پڑھ کر آگیا ہوں" لوگوں نے جب دیکھا تو

انہوں نے حطیم میں نماز پڑھی تھی، اسی طرح حرم میں پڑھی جانے والی ایک نماز ایک لاکھ کے برابر ہے۔ پھر اس کے بعد مقام ابراہیم ہے، جہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پیروں کے نشان بالکل واضح طور پر موجود ہیں، جہاں دو رکعت نماز پڑھ کر عظیم برکتوں سے آدمی مالا مال ہو جاتا ہے۔

اسی زمزم کو دیکھ لیجئے بہت ہی مزیدار اور ٹھنڈا ٹھنڈا پانی ہے، جس نے جس مقصد کے لئے پیا اس کا وہ مقصد پورا ہو گیا، بھوکے نے بھوک دور کرنے کی نیت سے، پیاسے نے پیاس دور کرنے کے لئے اور بیمار نے بیماری سے شفایابی کے لئے پیا تو سب مقاصد پورے ہو جاتے ہیں۔ حدیث میں ہے: ''ماء زمزم لما شرب له'' (الترغیب والترہیب، ص:۱۳۶) یعنی زمزم جس مقصد کے لئے پیا گیا تو وہ مقصد پورا ہو جاتا ہے۔

بیت اللہ کے اطراف میں صفا و مروہ کی برکات ہیں، پھر منیٰ اور عرفات کی برکات کو دیکھ لیجئے، حدیث میں ہے کہ:

''عرفات کے میدان میں بڑا گناہ گار وہ آدمی ہوتا ہے، جس کا یہ خیال ہو کہ اس کے رب نے اسے آج کے دن معاف نہیں کیا۔''

اس کے بعد مزدلفہ ہے اس کی برکات کو دیکھئے۔ یہ ساری چیزیں خیر کے تحت داخل ہیں جو بواسطہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس امت کو عطا کی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے: ''انا اعطیناک الکوثر''... ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا کیا ہے...

مدینۃ الرسول خیر کثیر کی صورت میں:

پھر مدینہ منورہ کی رحمتوں اور برکتوں کو دیکھ لیجئے کہ اس شہر میں جو شخص ایمان کے ساتھ فوت ہو جاتا ہے اور جنت البقیع میں تدفین نصیب ہو جاتی ہے، ان کی شفاعت کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گارنٹی دی ہے، گویا کہ وہ آدمی جنتی ہے۔

مدینہ منورہ میں ایک نماز کا اجر و ثواب ایک ہزار یا پچاس ہزار کے برابر ہے، وہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضۂ اطہر ہے، دوسری امتیں اپنے نبیوں کی قبروں کی زیارت سے محروم ہیں، لیکن امت محمدیہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ کے لئے روضۂ اطہر آنکھوں کے سامنے زیارت کے لئے موجود ہے، امتی جا کر اپنے نبی کو سلام پیش کرتا ہے، درود پیش کرتا ہے اور برکتیں حاصل کرتا ہے۔ ایک امتی کے سامنے اپنے پیارے پیغمبر کا مکان موجود ہے، ان کی مسجد موجود ہے، نماز پڑھنے کا محراب موجود ہے، نبی پر وحی لانے والے فرشتہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے آنے جانے کی کھڑکی موجود ہے، نبی کے یاروں کی قبریں موجود ہیں، ازواج مطہرات اور بنات رسول اور اعمام پیغمبر کی قبریں موجود ہیں۔ یہ زندہ و تابندہ دین ہے جس کے تمام نشانات صحیح سلامت موجود ہیں، کیا دنیا کا کوئی مذہب اپنے مذہب کے اس طرح خط و خال پیش کر سکتا ہے یا اپنے نبی اور اس کے صحابہ کرامؓ کا اس طرح پتہ فراہم کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں، مسجد نبوی میں منبر نبوی سے لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ شریف کے بیچ میں جو حصہ ہے حضور کے فرمان کے مطابق یہ جنت کا باغیچہ ہے، لہٰذا جو شخص وہاں نماز پڑھتا ہے یا تلاوت کرتا ہے یا ذکر کرتا ہے تو گویا سب کچھ جنت میں کرتا ہے۔ اس طرح عظیم دولتوں سے مالا مال امت کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ ان بھلائیوں سے غافل رہے اور اپنی زندگی میں اس سے محروم رہ جائے۔ عیدالفطر، بقرعید اور جمعات کے ایام اور اس میں مخصوص قبولیت دعا کے اوقات اور دیگر عبادات، دولت ہی دولت ہیں، سرمایہ ہی سرمایہ ہیں، خاص کر جب حرمین شریفین میں ہوں۔

یہود و نصاریٰ کے دلوں کو اگر کھول کر دیکھا جائے تو ان میں بے شمار زخم ملیں گے کہ مسلمانوں کے پاس کس طرح روحانی دولتیں موجود ہیں، یہود کو اپنے نبی کی قبر کا پتہ نہیں، وحی کے آنے جانے کے مقامات کا پتہ نہیں، کوئی آسمانی کتاب موجود نہیں بلکہ جس زبان میں وہ کتاب اتری تھیں وہ زبان اور لغت موجود نہیں، نصاریٰ کو یہ معلوم نہیں کہ ان کا نبی زندہ ہے یا مر گیا ہے۔ زمین میں دفن ہے یا آسمان میں؟ ان پر وحی کہاں آتی تھی؟ کہاں ان کا قیام تھا؟ ان پر نازل شدہ کتاب کہاں ہے اور اس کی زبان کیا ہے؟

خیر ہی خیر:

حقیقت تو یہ ہے کہ یہ امت سونے چاندی سے بھی زیادہ قیمتی ہے اور ان کے پاس کمائی کے لئے تھوک کی منڈیاں موجود ہیں، ہر آنے والا زمانہ، گزشتہ زمانے سے بڑھ کر خیر اور بھلائی پیش کرتا ہے۔ مثلاً رمضان کا مہینہ اول سے لے کر آخر تک خیر و بھلائی کا مجموعہ ہے، اس کا آخری عشرہ اور اس میں لیلۃ القدر خیر کثیر ہی خیر کثیر ہے۔ پھر نصف شعبان کی برکات کوثر ہی کوثر ہیں کہ بے تحاشا گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرماتے ہیں آنے والے سال کے بڑے بڑے واقعات کے فیصلے نصف شعبان میں ہوتے ہیں۔

ہر ماہ کے تین روزے رکھنا خیر کثیر ہیں: جمل

ہے یعنی ایام بیض ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخوں کا ایک ایک روزہ دس د[illegible]ں کے برابر ہے یہ بھی خیر ہی خیر ہے۔

اسی طرح عرفہ کا روزہ سال کے روزوں کے برابر ہے جو کوثر ہی کوثر ہے، اسی طرح محرم الحرام کی دس اور گیارہ تاریخ کے روزے بڑے باعث ثواب ہیں۔

رمضان المبارک کے بعد شوال المکرم کے چھ روزے بہت زیادہ ثواب اور صیام الدہر کا درجہ رکھتے ہیں، یہ بھی خیر کثیر کے تحت آتا ہے۔ اسی خیر کثیر میں بقرہ عید کے دس دن اور پھر قربانی بڑے باعث ثواب امور ہیں اور آخر میں ایک عظیم الشان بھلائی وہ قرآن عظیم کی صورت میں ہے جو اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے امت مرحومہ کو عطا کیا ہے۔

حدیث میں ہے:

"ان لکل بهاء وبهاء امتی القرآن"

ترجمہ: "یعنی ہر چیز میں زینت کا ایک حصہ ہوتا ہے اور میری امت کی زینت تو قرآن ہے۔"

یہ عظیم کتاب ہے جو خیر کثیر کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عطا کی ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں ان برکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے؟ رہرو منزل ہی نہیں
تربیت عام تو ہے جو ہر قابل ہی نہیں
جس سے تعمیر ہو آدم کی یہ وہ گل ہی نہیں

☆☆.................☆☆

امت کی پستی کا علاج

محدث العصر علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کی پاکستان کے حالات پر لکھی گئی ایک چشم کشا تحریر کا اہم اقتباس جس میں خصوصاً اہل پاکستان کے لئے اور عموماً پوری امت مسلمہ کے لئے پریشانی کا علاج بتایا گیا ہے۔

ہمارے ملک میں جو بحران عرصے سے چل رہا ہے، وہ مشرقی پاکستان کو موت کی نیند سلا دینے کے بعد بھی تھمنے نہیں پایا بلکہ اس کا سارا زور اب سٹ کر نیم جان مغربی پاکستان پر لگا ہوا ہے۔ مریض کے حالات اتنے غیر یقینی اور مستقبل اتنا بھیانک ہے کہ اسے ضبط تحریر میں لانا ممکن نہیں، ہم علماء سے، طلباء سے، حکام سے، صحافیوں سے، وکلاء سے، کسانوں سے، مزدوروں سے، اور ہر ادنیٰ و اعلیٰ سے خدا کے نام پر اپیل کرتے ہیں کہ اگر اس ملک کی اور خود اپنی زندگی کچھ دن مطلوب ہے، اگر ہمارے دل پتھر اور ہمارے ذہن مفلوج، ہمارے دماغ ماؤف اور ہمارے اعضاء شل نہیں ہو گئے ہیں اور ہمارے بدن میں زندگی کی کوئی رمق اور ہماری آنکھ میں عبرت وغیرت کا کچھ پانی ابھی موجود ہے تو سارے دھندے چھوڑ کر، سارے کام ملتوی کر کے اور سارے مشاغل سے ہٹ کر چند دن کے لئے دعوت الی اللہ کا کام کرنا ہوگا، سب کے پاس جانا ہوگا، در بدر کی ٹھوکریں کھانی ہوں گی۔

اگر ملک کا معتد بہ حصہ اس فرض کو انجام دینے کے لئے اٹھ کھڑا ہوگا تو حق تعالیٰ شانہ اس ملک کی اور اس کے ساتھ ہماری بقاء کا فیصلہ فرمادیں گے۔ اور اگر ہم اپنی اپنی لے میں مست اور اپنے اپنے کام میں مگن رہے اور دعوت الی اللہ کے کام کے لئے اپنے اوقات، اپنے مال اور اپنی جان کو خرچ کرنے کی ہمت نہ کی تو خدا ہی جانتا ہے کہ اس فرض ناشناسی کی پاداش کن کن شکلوں میں ظاہر ہوگی، ہماری تدبیریں، ہماری حکومتیں، ہماری اسمبلیاں، ہمارے وسائل خدا کے فیصلے کو نہیں بدل سکتے۔

میٹنگیں بلانے، عمائدین جمع کرنے، اتحاد کے نعرے لگانے، اور مشترکہ لائحہ عمل تیار کرنے پر بہت وقت ضائع کیا جا چکا۔ اب وقت ہمیں ایک لمحہ کی مہلت دینے کو تیار نہیں۔ نہ دعوت و اصلاح کے خاکے مرتب کرنے پر مزید اصلاح کی ضرورت ہے۔ حضرت مولانا محمد الیاسؒ والی تبلیغی تحریک ہی بس امید کی آخری کرن ہے، اپنے ذوق، اپنے تقاضوں اور اختلافات کو ایک طرف رکھ دیجئے، ملت کی شکستہ کشتی کے ٹوٹے ہوئے اس تختہ کو، جس پر سات کروڑ نفوس سوار ہیں، اگر بچانا ہے تو بس یہی ایک تدبیر ہے کہ ہم سب اخلاص کے ساتھ اس کام کو کریں اور سیکھیں۔

ہمارے موجودہ مشاغل ہمارے پاؤں کی زنجیریں بن جائیں گے۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے دعوت و اصلاح کی محنت والا کام نہ سنبھالا گیا اور ہماری بے اتفاقی، لاپرواہی اور بے اعتنائی کی یہی کیفیت رہی جواب تک ہے تو وقت کا فیصلہ بڑا ہی شدید اور بھیانک ہوگا۔ مشرق (سابقہ مشرقی پاکستان) والوں کو اس کا تجربہ ہو چکا ہے اور ہمیں اسی سے عبرت پکڑ لینی چاہئے۔ اللہ رحم فرمائیں اور ملت بیضاء کی حفاظت کی توفیق امت کو نصیب فرمائیں۔ (بصائر وعبر)

مرسلہ: مولانا سید محمد زین العابدین، کراچی

ختم نبوت کے محاذ پر

چار نئی کامیابیاں

مولانا قاضی احسان احمد

الحمدللہ! مجھے آج بھی وہ منظر یاد ہے جب مجلس کے ملتان دفتر مرکزیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس حضرت مولانا خواجہ خان محمد ؒ کی زیر صدارت منعقد ہوا تھا۔ اجلاس میں ایک موقع پر ایک بزرگ (جو اس وقت دنیا میں نہیں ہیں) فرمانے لگے: مجلس کام خوب کر رہی ہے مگر نظر نہیں آتا۔ ہماری تشہیر نہیں ہوتی۔ حضرت شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید ؒ فرمانے لگے: ”حضرت! ہم جن کے لئے کام کرتے ہیں وہاں ہماری بہت تشہیر ہے۔ دنیا کی فانی تشہیر کی ضرورت نہیں ہے۔ بس اپنا کام کرتے جاؤ۔“ اسی طرح ایک موقع پر میں نے اپنے اضطراب کا اظہار مولانا اللہ وسایا صاحب سے کیا تو آپ نے کہا: قاضی صاحب! کام ہورہا ہے، نتیجہ مل رہا ہے، رخ درست ہے۔ میں نے ہاں میں جواب دیا تو بہت ہی خوش ہوکر کہا مجلس تحفظ ختم نبوت، محاذ تحفظ ختم نبوت پر بنیادی اینٹ کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ کو معلوم ہے بنیادی اینٹ نظر نہیں آیا کرتی مگر عمارت کا مکمل بوجھ اسی پر ہوتا ہے۔

الحمدللہ! آج بھی اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے صرف اور صرف رضاء الٰہی کے لئے رسول انور ﷺ کی عزت وناموس اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دیا جارہا ہے۔ ستمبر۲۰۱۸ء کے مہینہ میں رب کریم نے ختم نبوت کے کام کو چار نمایاں کامیابیوں، کامرانیوں سے نوازا۔ ذیل میں اس کی تفصیل ملاحظہ ہو:

۱…… آپ کو یاد ہوگا، ۷؍ستمبر۱۹۷۴ء کو نیشنل اسمبلی نے قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا۔ مسلمانوں کی ۹۰ سالہ محنت ثمرآور ہوئی۔ اسلام کا بول بالا ہوا۔ یہ ستمبر کا ہی مہینہ تھا۔ واہ میرے اللہ! ٹھیک ۴۴ سال بعد اسی ستمبر کے مہینہ میں ایک مرتبہ پھر حضور نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے امت کو اسی طرح میدان میں کھڑا کردیا جس طرح ۴۴ سال پہلے کھڑی تھی۔ ہوا یہ کہ نئی حکومت نے اقتصادی کونسل قائم کی جس کے مختلف ممبران تھے۔ مگر ایک ممبر عاطف میاں نامی شخص کو بھی نامزد کیا گیا جس کا تعلق قادیانی کمیونٹی سے تھا۔ بس پھر کیا تھا مشرق ومغرب میں دن رات، عوام وخواص سب حضور ﷺ کی ختم نبوت کے وکیل بن کر میدان میں اتر آئے۔ سوشل، الیکٹرانک، پرنٹ میڈیا غرضیکہ تمام ذرائع ابلاغ حرکت میں آئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنی تمام ماتحت جماعتوں کو سرکلر جاری کئے۔ مساجد میں اعلانات، بیانات، قراردادیں، خطبات جمعہ میں احتجاج، حکومت وقت کو ای میل، خطوط، تار، ٹیلی گرام جو ہوسکتا تھا کیا۔ بالآخر ۷؍ستمبر۲۰۱۸ء بروز جمعہ ملک بھر میں احتجاجی مظاہرے ہوئے۔ حکومت کو اسلامیان وطن کی بات ماننی پڑی اور عاطف میاں کو اقتصادی کونسل سے رخصت کردیا گیا۔ الحمدللہ!

۲…… اسی طرح آپ جانتے ہیں قادیانی زخمی سانپ کی طرح انگڑائیاں لیتے رہتے ہیں۔ مگر ان کی یہ انگڑائیاں امت مسلمہ کے کام کو اجاگر اور نمایاں کرنے کے کام آتی ہیں۔ قادیانیوں کو منہ کی کھانی پڑتی ہے۔ ۶؍ستمبر۲۰۱۸ء کے نوائے وقت اخبار میں قادیانی جماعت کی طرف سے یوم دفاع وشہداء پاکستان کی ہیڈنگ سے ایک اشتہار شائع ہوا جس میں شہید ہونے والے مسلمان شہداء کی بھی تصاویر دی گئیں اور جو قادیانی مارے گئے ان کی بھی تصاویر دے کر شہید لکھا گیا۔ اشتہار کا مقصد مسلمان شہداء کو خراج تحسین پیش کرنا نہیں تھا بلکہ اپنے قادیانیوں کی تشہیر کرنا اور اجاگر کرنا مقصود تھا۔ ان قادیانیوں کے لئے شہداء یا غازی کی اصطلاح کا استعمال خود کو مسلمان باور کرانا تھا جو قانوناً شرعاً غلط ہے۔ بہرکیف اشتہار شائع ہوا۔ فوری طور پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے ذمہ داران نے نوائے وقت کے ذمہ داران سے رابطہ کیا۔ جس میں ڈپٹی ایڈیٹر سعید آسی، محترمہ رمیزہ مجید نظامی کے پی اے جناب شفیق سلطان سے ملاقات کا وقت طے کیا۔ چنانچہ ایک بھرپور وفد مولانا عزیز الرحمن ثانی کی سربراہی میں ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ وفد میں قاری جمیل الرحمن اختر، قاری علیم الدین شاکر، جناب پیر رضوان نفیس، مولانا فہیم الحسن تھانوی، مولانا محبوب الرحمن انقلابی، لاہور مجلس کے مبلغ مولانا عبدالنعیم شامل تھے۔ وفد نے اشتہار کے شائع ہونے پر امت مسلمہ میں پائے جانے والے اضطراب اور تشویش کی کیفیت نوائے وقت انتظامیہ کے سامنے رکھی۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو خوش رکھے۔ انہوں نے حالات اور

مسئلہ کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے وفد کا شکریہ ادا کیا اور اگلے روز کی اشاعت میں انتہائی واضح اشتہار کی صورت میں ''اعتذار'' کے عنوان سے بڑا سا اشتہار شائع کیا جو یہ ہے:

اعتذار:

۶/ستمبر ۲۰۱۸ء کے ہمارے روزنامہ ''نوائے وقت'' میں جماعت احمدیہ پاکستان کی طرف سے ایک اشتہار شائع ہوا ہے۔ اشتہار دینے والی پارٹی نے دھوکہ دہی سے یہ الفاظ واعزاز استعمال کر کے قادیانیوں کو بالواسطہ مسلمان ثابت کرنے کی مذموم کوشش کی ہے اور قادیانی جماعت کے وہ افراد جنہوں نے وطن عزیز پاکستان کے لئے خدمات سرانجام دیں۔ اس اشتہار میں انہیں غازی یا شہید کا خطاب دیا۔ جس کی کسی طرح سے تائید نہیں کی جاسکتی۔ ہماری اس غیر ارادی سہو پر اسلامیان وطن، بہی خواہان ملک وملت کو جو ذہنی صدمہ ہوا اس پر ہم اللہ رب العزت کے حضور برملا معافی کے طلب گار ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت ہم سب پاکستانیوں کو ملک کی بے لوث ہر قسم کی خدمت کرنے اور استحکام کے لئے گرانقدر خدمات سرانجام دینے کی توفیق بخشے اور ایک محب وطن قوم کی طرح آئین کی پاسداری اور سربلندی کے لئے کام کرنے کا دل وجان سے جذبہ نصیب فرمائے۔ آمین!

۳......سابق حکومت نے اپنے دور حکومت میں کئی ایک منصوبے شروع کئے۔ انہی تعمیراتی اور ترقیاتی کاموں میں سے ایک منصوبہ لاہور کی یادگار سرزمین پر اورنج ٹرین کا منصوبہ ہے۔ اورنج ٹرین کے روٹ پر مختلف ناموں سے اسٹیشن قائم کئے گئے۔ ایک اسٹیشن شاہ نور کے نام سے بھی موسوم تھا۔ بادشاہی مسجد لاہور کی ختم نبوت کانفرنس کی تیاری کے سلسلہ میں جامعہ مدنیہ رسول پارک میں حضرت مولانا محب النبی صاحب کی صدارت میں ۴/اپریل ۲۰۱۸ء کو اجلاس رکھا گیا۔ مہمان خصوصی کے طور پر ملتان مرکز سے مولانا اللہ وسایا صاحب تشریف لائے اور تفصیلی خطاب کیا۔ شرکاء اجلاس میں مہر اشتیاق احمد صاحب (ایم این اے) اور جناب میاں مرغوب صاحب (ایم پی اے) اور تین یونین کونسل کے چیئرمین بھی موجود تھے۔ متفقہ طور پر قرارداد پیش ہوئی جو منظور کی گئی کہ اس شاہ نور اسٹیشن کا نام تبدیل کر کے ختم نبوت اسٹیشن رکھا جائے گا۔ کارروائی کو آگے بڑھایا گیا۔ میٹروپولیٹن کارپوریشن میں درخواست پیش کی گئی جو یکم ستمبر ۲۰۱۸ء کو ایجنڈے کا حصہ بنی۔ ۳۱۸ معزز ممبران پر مشتمل ایوان میں جناب میاں نثار احمد ایڈووکیٹ، چیئرمین یونین کونسل نمبر ۹۷ سید پور لاہور کی طرف سے قرارداد پیش کی گئی جسے پورے ایوان نے منظور کیا اور یوں بحمداللہ تعالیٰ اس اسٹیشن کو ختم نبوت اسٹیشن کے نام سے منظور کرلیا گیا۔ اس قرارداد کی منظوری میں اورنج لائن ٹرین کے چیئرمین خواجہ احمد حسان، میاں محمد طارق ڈپٹی میئر لاہور، اپوزیشن لیڈر ضلع کونسل عفیف صدیقی اور جناب محمود شاہ ایڈووکیٹ نے اہم کردار ادا کیا۔ اس تمام تر کارروائی میں متعلقہ حکام کو بریفنگ اور مذہبی ذمہ داریوں کو ادا کرنے پر آمادہ کرنے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے احباب نے بھی انتہائی محنت وکوشش کی۔ جس میں مولانا عزیز الرحمن ثانی، قاری علیم الدین شاکر، پیر رضوان نفیس، مولانا عبدالنعیم، مولانا عبدالشکور، مولانا عبدالعزیز، مولانا عبدالشکور یوسف، مولانا ظہیر احمد قمر، محمد یٰسین فاروقی شامل ہیں۔

۴......قانون تحفظ ناموس رسالت شروع دن سے اسلام دشمن قوتوں کی نظر میں کھٹک رہا ہے۔ جو انہیں ابھی تک ہضم نہیں ہوا۔ جب کہ وفاقی شرعی عدالت، ہائیکورٹ، سپریم کورٹ آف پاکستان اسی قانون کو ہر لحاظ سے صحیح اور جامع قرار دے چکے ہیں۔ مگر پھر بھی نئی حکومت میں وزیر مملکت برائے خزانہ جناب حماد اظہر نے قانون تحفظ ناموس رسالت میں ترمیم کے حوالہ سے سینیٹ میں قرارداد پیش کی۔ جس میں مؤقف یہ اختیار کیا کہ توہین رسالت کا مقدمہ درج کروانے والا شخص اگر گستاخ کی گستاخی سے متعلق مکمل کوائف اور ثبوت پیش نہ کر سکے تو اسے اس کیس کو ثابت نہ کر سکنے کی پاداش میں سزائے موت دی جائے۔ یہ قرارداد کس حد تک درست ہے؟ اس کے عزائم ومقاصد کیا ہیں اس کا پس منظر، پیش منظر کیا ہے۔ یہ ہمارا اس وقت موضوع نہیں تاہم اسی قرارداد کے ذریعہ تحفظ ناموس رسالت قانون کو غیر مؤثر بنائے جانے کی جانب پیش قدمی تھی۔

جس روز یہ قرارداد سامنے آئی اخبارات، سوشل میڈیا، الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ سے علماء کرام اور مفتیان کرام نے اس پر اضطراب کا اظہار کیا اور فی الفور اس کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ چنانچہ ۲۱/ستمبر ۲۰۱۸ء سے لے کر قرارداد کے واپس ہونے تک تمام اخبارات نے اس نازک مسئلہ پر بھرپور آواز بلند کی۔ بالآخر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک وفد نے حضرت مولانا علیم الدین شاکر کی سربراہی میں وفاقی وزیر مملکت برائے خزانہ حماد اظہر سے حاجی محمد ارشاد ڈوگر راہنما پاکستان تحریک انصاف کی رہائش گاہ پر ملاقات کی۔ وفد میں پیر رضوان نفیس، مولانا عبدالنعیم، مولانا عبدالعزیز، حافظ نصیر احمد احرار، مولانا

عبدالشکور اور محمد یلیسین فاروقی شامل تھے۔ وفد نے وفاقی وزیر مملکت جناب حماد اظہر کو اس حساس مسئلہ سے متعلق آگاہ کیا اور عوام میں پائی جانے والی تشویش کی نازک صورتحال بھی پیش کی۔ دریں اثناء جناب حماد اظہر اور شبلی فراز نے اپنے قائدین کو آگاہ کیا اور بل فوری طور پر واپس لینے کی درخواست کی۔ جس پر تحریک انصاف نے بل واپس لینے کا حکم دیا۔ علماء کے وفد نے اس کارروائی پر اپنے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے ایم کیو ایم کے خالد مقبول صدیقی کے متعلق بھی انکوائری کا مطالبہ کیا۔ یاد رہے کہ سلمان عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بڑا حساس دل رکھتا ہے۔ یوں اسلامیان وطن کی جدوجہد سے رب کریم نے جماعت کی مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت نصیب فرمائی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک! ☆☆☆

مولانا عبدالکریم کی وفات .... مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا عبدالکریم دارالہدیٰ پرمٹ علی پور کے چالیس سال سے زائد عرصہ ناظم رہے۔ موصوف کا تعلق ڈینہ برادری سے تھا۔ کریما، نامہ حق سے لے کر مشکوٰۃ تک یا کی والی علی پور کے معروف دینی ادارہ جامعہ حبیب المدارس میں پڑھیں۔ حبیب المدارس کے بانی مولانا حبیب اللہ دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے۔ آپ نے علی پور اور مضافات سے سینکڑوں طلبا کرام کو دینی علوم سے بہرہ ور فرمایا۔

دورۂ حدیث شریف جامعہ قاسم العلوم ملتان سے ۱۹۷۱ء میں کیا۔ اس وقت جامعہ کی مسند حدیث پر مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ براجمان تھے اور جامعہ کے بانی و مہتمم مولانا مفتی محمد شفیعؒ، مولانا فیض احمد ملتانیؒ، مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی جیسے کبار علماء کرام سے درس حدیث لیا۔ فراغت کے بعد کچھ عرصہ صادق آباد اور ملتان کی مساجد میں امامت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ بعدازاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائم کردہ ادارہ دارالہدیٰ پرمٹ کے ناظم بنادیئے گئے اور تقریباً چالیس سال تک مدرسہ کا نظم ونسق چلایا۔

تاج الاولیاء حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ شجاع آبادی سے دورۂ حدیث تفسیر پڑھا۔ دورۂ تفسیر کے دوران ہونے والے ایک واقعہ کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔ فرماتے: میرے والد صاحب زمیندارہ کرتے تھے۔ انہوں نے خط لکھا کہ فلاں دن کھیت کو نہری پانی لگانے کی باری ہے، چھٹی لے کر آجائیں اور کھیت کو پانی لگائیں، فرماتے تھے کہ میں نے حضرت بہلویؒ سے درخواست کی کہ فلاں دن ہمارے پانی کی باری ہے، مجھے رخصت عنایت فرمائیں تاکہ میں اپنے والد محترم کا ہاتھ بٹا سکوں۔ حضرت نے فرمایا کہ جس دن باری ہو تو ایک دن پہلے چلے جائیں تو میں نے ایک دن پہلے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی، حضرت نے فرمایا: فقیر! خواہ مخواہ سبق کا ناغہ ہوگا، آپ نہ جائیں پانی تو لگ چکا ہے۔ میں نے والد محترم کے بڑھاپے کا عذر پیش کیا۔ حضرت والا نے فرمایا: جانے کا کوئی فائدہ نہیں، اس لئے کہ پانی کھیت کو لگ چکا ہے، میری ضد اور اصرار پر حضرت والا نے اجازت مرحمت فرمائی۔ تیز رفتار سواریاں تو تھی نہیں، رات گئے میں گھر پہنچا اور گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ میرے والد صاحب نے پوچھا کون؟ میں نے کہا: عبدالکریم۔ فرمایا: کیسے آئے؟ میں نے کہا کہ کھیت کو پانی لگانے کے لئے، والد صاحب نے کہا کہ پانی تو لگ چکا ہے۔ آپ کی اولاد نہیں تھی ایک بچی ہوئی اور فوت ہوگئی تو آپ نے اپنے بھتیجے محمد مدنی کو پالا، تاکہ گھر میں رونق رہے۔ کچھ عرصہ پہلے آپ کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہوا، جب تک اہلیہ محترمہ زندہ رہیں جتنے مہمان آتے ان کا صبح وشام کا کھانا اور ناشتہ گھر سے پکوا کر لاتے اور مہمانوں کو کھلا کر خوش ہوتے۔ جب پرمٹ مدرسہ میں ناظم بنے تو بستی کی مسجد میں چالیس سال تک امامت وخطابت کے فرائض بلامعاوضہ سرانجام دیئے۔ اگر کسی نے کوئی مالی خدمت کی تو جماعت کی رسید کاٹ دیتے بہت ہی اجلی سیرت کے مالک تھے۔ مجلس کے حسابات ماہ بماہ کرلیا کرتے۔ میری دانست کے مطابق جو دنیا سے رخصت ہوئے تو ان کے نام مجلس کا کوئی پیسہ پائی نہیں تھا، معاملات کے کھرے انسان تھے۔ گندم کے سیزن میں گندم کے لئے خوب بھاگ دوڑ کرتے اور اتنی گندم جمع کرلیتے کہ مدرسہ کے بچوں کی ضروریات سے زائد کچھ گندم دفتر مرکزیہ بھجواتے اور اس سے بھی اگر زائد ہوتی تو چناب نگر چلی جاتی۔ پرمٹ دیہاتی علاقہ ہونے کے باوجود مالی امداد کے لئے ہروقت کوشاں رہتے۔ کچھ عرصہ سے بیمار چلے آرہے تھے: ''مرض بڑھتا گیا، جوں جوں دوا کی۔'' تا آنکہ وقت موعود آن پہنچا اور آپ نے ۱۱ر ستمبر ۲۰۱۸ء کو صبح آٹھ بجے جان جان آفرین کے سپرد کی۔ آپ کی نماز جنازہ میں سینکڑوں سے متجاوز لوگوں نے شرکت کی۔ نماز جنازہ کی امامت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت برکاتہم نے کرائی نیز مجلس کے مبلغین مولانا محمد انس، مولانا محمد ساجد، مولانا حمزہ لقمان سمیت کئی ایک حضرات نے شرکت کی اور انہیں مغرب کی نماز کے بعد رحمت حق کے سپرد کیا گیا۔

مخلص اور بے لوث مجاہد ختم نبوت

جناب مستقیم احمد پراچہ رحمۃ اللہ علیہ

مولانا قاضی احسان احمد

رب کریم نے اس دنیا فانی میں بہت سے ایسے سعادت مند اور خوش بخت لوگوں کو پیدا کیا ہے جو اپنے مقدر کے سکندر ہوتے ہیں، جن کی زندگی عوام کے لئے مشعل راہ ہوتی ہے، جو دنیاوی زندگی اس سلیقے سے بسر کرتے ہیں کہ اپنے پرائے سب لوگ رشک کرتے ہیں، یہ بہت ہی پاکباز اور خوش نصیب افراد کا خاصہ ہوتا ہے۔

ایسے ہی خاصانِ الٰہی میں سے ایک نام ہمارے برادر مکرم بزرگ، مخلص اور بے لوث مجاہد ختم نبوت محترم جناب مستقیم احمد پراچہ صاحب کا ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے بہت سی نعمتوں سے سرفراز فرمایا تھا، جن کی زندگی حُسن ترتیب سے مزین تھی، جن کی زندگی حسن معاشرت کی عکاسی کرتی تھی، جن کا دن رات رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی خدمت میں گزرتا تھا، جن کے شب و روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے وقف تھے۔

گو کہ جناب مستقیم احمد پراچہؒ باقاعدہ حافظ، عالم، مفتی نہیں تھے مگر اللہ کریم نے اہل اللہ کی صحبت ان کے دل میں ڈال دی تھی، کبھی شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی صحبت ہی نظر آتے تو کبھی شہید دفاع اسلام حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزیؒ کے قدموں میں پڑے دکھائی دیتے، اسی طرح شہید ختم نبوت حضرت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ کی مجلس کی رونق بنتے ہوئے بھی پائے گئے، جامعہ علوم اسلامیہ کے پُر رونق در و دیوار ہوں یا دفتر ختم نبوت کی سعادت بھری چار دیواری، جناب مرحوم دیدہ و دل فرش راہ کئے موجود ہوتے تھے۔

اللہ والوں کی صحبت سے دل میں دین کی محبت، شوق، لگن پیدا ہوگئی جو خود عالم مفتی نہ بن سکے وہ عالم اور مفتی کے والد بن گئے، اپنی اولاد کو دینِ اسلام کی دعوت وتبلیغ سے وابستہ کرگئے۔

جناب مستقیم احمد پراچہ صاحبؒ کے دل میں دعوت اسلام کی فکر تمام کاموں پر غالب تھی۔ اس بنا پر اپنے علاقہ پاکستان چوک کراچی میں قائم دھنی جامع مسجد کو دین اسلام کی ترویج و اشاعت کا مرکز بنا کر بڑے بڑے علماء کرام سے رابطہ میں رہتے۔

دھنی جامع مسجد میں بڑے ذی استعداد اور جید علماء کرام کے خطبات جمعہ کا نظم کرنا، ہفتہ میں ایک دوبار درسِ قرآن کریم کے لئے مشہور و معروف علماء کرام کو دعوت دینا، حلقۂ پاکستان چوک کے اردگرد محافل حسنِ قرأت اور ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام کرنا حرز جان بن چکا تھا۔ راقم الحروف سے بزرگوں کی چھتری کے نیچے پروان چڑھنے کی وجہ سے بے حد محبت اور شفقت کا معاملہ رکھتے تھے۔ اکثر کہتے: ”آپ ہمارے حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کے ہم سفر و ہم رکاب نظر آتے تھے، اسی لئے حضرت جلال پوریؒ کی محبت کی وجہ سے آپ سے بھی محبت ہے۔“

دھنی جامع مسجد میں رمضان المبارک کا جمعہ پڑھانے کے لئے بندہ کو خود فون کرتے اور وقت طے کرتے اور سارا وقت خود بھرپور نگرانی کرتے اور دل میں خوشی محسوس کرتے جس کا اظہار ان کے چہرے پر نمایاں ہوتا تھا۔

دوران ہفتہ درسِ قرآن کریم کی ترتیب ہوتی، خود کال کرتے، وقت طے کرتے، سارا درس اپنی موجودگی میں کراتے اور اختتام پر بہت ہی خوش دلی اور فرط محبت سے رخصت کرتے، کبھی کبھار بعد درس اپنے دولت کدہ لے جاتے وہاں احباب جماعت نوجوان ورکرز خدامِ ختم نبوت بھی جمع ہوتے بلکہ قصداً جمع کرتے اور مجھے کہتے کہ: ”میں بوڑھا ہوگیا ہوں، یہ نوجوان ساتھی ہیں، انہیں ترغیب دیں۔ ختم نبوت کے کام کی طرف متوجہ کریں، آپ سے محبت کرتے ہیں، عقیدت رکھتے ہیں، آپ کی بات سنتے اور مانتے ہیں۔“ یہ ان کا بڑا پن تھا، جو انہوں نے اپنے بڑوں سے سیکھا تھا، ہمارے اسلاف کا انداز تربیت یہی تھا کہ اپنی موجودگی میں اپنے چھوٹوں کو یونہی کہتے کہ فلاں تم سے محبت کرتا ہے تمہاری سنتا ہے اس کو یہ کام کہو، مقصد یہ ہوتا تھا کہ بڑوں کی موجودگی میں نوجوانوں کے سامنے، خدام ختم نبوت کے سامنے اپنے بعد آنے والوں کو ابھی پیش کردیا جائے تاکہ بعد میں شیر و شکر ہوکر کام کرتے رہیں۔

بیرون ممالک سے قرأ کرام کو بلا کر محفل

حسن قرأت کا انعقاد کرنا، آپؒ کی دلچسپی کا محور و مرکز ہوا کرتا تھا، بہت اہتمام کے ساتھ محفل کا نظم کرتے، ملک عزیز پاکستان کے نامور قرأ کرام، ثنا خوان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے رابطہ، ان کی آمد کو یقینی بنانا، آخر وقت تک اپنی ٹیم کے ساتھ میدان عمل میں موجود پائے جاتے۔ پروگرام کے اختتام پر تھک ہار کر خوشی سے ٹھنڈا سانس لیتے اور اپنی پکی ہوئی فصل کو دیکھ کر خوش ہوتے، بقول چوہدری افضل حق مرحوم: ’’اپنی کامیابیوں کے ثمر کو دیکھ کر دل خوشی سے باغ باغ ہو جاتا ہے۔‘‘

دین کی ان رونقوں اور بہاروں کو قائم کرنے کے لئے اللہ کریم نے آپ کو نوجوانوں ایک کی پوری ٹیم دے رکھی تھی جوان کے جذبۂ عشق و وفا کی قدر کرتی تھی، ان کی محبت اسلام کو عقیدت کی نظر سے دیکھتی تھی، ان کی غیرت ایمانی کو پروان چڑھانے کی فکر کرتی تھی۔ تحفظ ختم نبوت کی صداؤں کو بلند و بالا کرنے میں معین ومدد گار تھی، جن میں جناب ہلال احمد، محمد اعجاز، محمد فیضان، دانیال، محمد بن مستقیم پراچہ، مولانا محمد عامر، قاری عبدالوحید لغاری، مولانا فہد پراچہ، بھائی سکندر و دیگر شامل ہیں۔

تمام دینی امور کی انجام دہی میں محترم جناب سید حسن شاہ صاحب کی سرپرستی ہمہ وقت شامل حال رہتی، ائمہ مساجد اور خطبأ حضرات بھی رونق محفل رہتے۔

علاقہ بھر ہی نہیں ملک عزیز کے جید علماء کرام سے محبت بھرا تعلق قائم تھا، تمام اہل حق کی دینی جماعتوں سے عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ دیوبندی فکر و نظر کے فروغ کے لئے کوشاں رہتے، اور یہ کہتے کہ تمام عقائد اسلامی نظریات کی اصل محافظ جماعت دیوبندی مکتبۂ فکر کی جماعت ہے، اس کا مضبوط ہونا، فعال ہونا، بہت ضروری ہے۔

اور یہ جملہ بھی فرماتے کہ تمام جماعتیں اپنے اپنے دائرۂ کار میں، اپنے منشور اور دستور کو مدنظر رکھ کر خوب سے خوب تر کام کریں، دوسروں کے کام کی حوصلہ افزائی کریں، تنقید و تنقیص نہ کریں اسی میں خیر و برکت ہے اور اسلاف کا یہی طرز عمل رہا ہے۔

اللہ کریم مرحوم کی خدمات جلیلہ کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ مرحوم کے جانشین مفتی محمد مستقیم پراچہ کو استقامت اور دارین کی سعادت نصیب فرما کر کام لیتے رہیں۔ آمین یا رب العالمین۔ ☆☆

مگر تنقید آقا ﷺ پر گوارہ کر نہیں سکتا

جناب اثر جون پوری

شہ جن و بشر پر شر، گوارہ کر نہیں سکتا
کہ جملہ ذات عالی پر، گوارہ کر نہیں سکتا
گو اپنی ذات پر تو ہر ستم سہ جائے گا مسلم
مگر تنقید آقا ﷺ پر، گوارہ کر نہیں سکتا
چبھے سرکار کے پیروں میں گر کانٹا بھی تو مومن
سلامت رکھے اپنا سر، گوارہ کر نہیں سکتا
دل نقاد آقا ﷺ کی شقاوت، قابل ماتم
کہ ایسی بات تو پتھر، گوارہ کر نہیں سکتا
رہے گو زیر خنجر سر میرا، تسلیم ہے لیکن
عقیدت پر چلے نشتر، گوارہ کر نہیں سکتا
نشانہ رطب و یابس کا بنائے شاہِ بطحا ﷺ کو
وہی جو خود پہ خشک و تر، گوارہ کر نہیں سکتا
خود اپنی موت کو روباہِ بزدل نے پکارا ہے
کہ یہ للکار شیر نر، گوارہ کر نہیں سکتا
میں اپنی جان لٹا سکتا ہوں ناموس رسالت پر
مگر گستاخی سرور ﷺ، گوارہ کر نہیں سکتا
امام الانبیاء کی شانِ اقدس میں یہ بے باکی
صحافت اس قدر خودسر، گوارہ کر نہیں سکتا
اثرؔ میں جسمِ خاکی کو تو کر سکتا ہوں زیرِ خاک
مگر گردِ رُخِ انور، گوارہ کر نہیں سکتا

پاکستان پیپلز پارٹی کا تحفظِ ختم نبوت سیمینار

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

پاکستان پیپلز پارٹی گکھڑ نے اپنی روایت قائم رکھتے ہوئے اس سال بھی ”تحفظ ختم نبوت سیمینار“ کا اہتمام کیا جو ۲۸ رستمبر کو ایک شادی ہال میں منعقد ہوا اور اس میں مختلف مکاتب فکر کے سرکردہ علماء کرام، پیپلز پارٹی کی ضلعی و مقامی قیادت، پاکستان مسلم لیگ (ن) اور پاکستان تحریک انصاف کے راہنماؤں سمیت متعدد سیاسی جماعتوں کے ذمہ دار حضرات اور عوام کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ مجھے بطور مہمان خصوصی اس میں شرکت کا اعزاز بخشا گیا اور میں اپنے ذوق ومزاج کے خلاف ساڑھے تین چار گھنٹے تک مسلسل اس مسند پر براجمان رہا۔

پی پی گکھڑ کے صدر میاں راشد طفیل ایک ایسے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں جو تین پشتوں سے تحریک ختم نبوت اور دیگر دینی تحریکات کے ساتھ مسلسل وابستگی کے ساتھ ساتھ پاکستان پیپلز پارٹی میں بھی پوری سرگرمی کے ساتھ شریک چلا آرہا ہے۔ اور اس سیمینار میں میاں راشد طفیل کے دو بیٹوں حافظ عبداللہ اور حافظ بلال کی تقاریر سن کر اندازہ ہوا کہ اگلی نسل بھی اس تسلسل کو جاری رکھنے کے لئے تیار ہے۔

گزشتہ سال اس سیمینار میں پی پی کے صوبائی صدر جناب قمر الزمان کائرہ مہمان خصوصی تھے، اس سال بھی انہوں نے آنا تھا مگر کسی اچانک مجبوری کے باعث نہ پہنچ سکے۔ سیمینار میں درجن بھر علماء کرام اور راہنماؤں نے خطاب کیا جن کا الگ الگ تذکرہ مختصر کالم میں مشکل ہے البتہ سب کی مشترکہ بات تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد کے ساتھ بے لچک وابستگی کا اظہار، جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت وناموس کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کا عزم، اور سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی اس سلسلہ میں خدمات پر خراج عقیدت پیش کرنا تھی۔ جبکہ سابق قادیانی مبلغ جناب شمس الدین کا خطاب بڑی توجہ کے ساتھ سنا گیا جس میں انہوں نے قادیانیت سے تائب ہونے کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا۔

مولانا قاری محمود اختر عابد نے، جو گکھڑ کی مسجد شاہ جمال کے خطیب ہیں اور بٹ فیملی سے تعلق رکھتے ہیں، اپنے خطاب میں بتایا کہ انہیں خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کے اندر جانے کی سعادت حاصل ہوئی اور انہوں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں اور آپؐ کے پاؤں مبارک کے تلوؤں کے ساتھ ایک صاحب اپنے سینے کو چمٹائے ہوئے ہیں، غور سے دیکھا تو وہ ذوالفقار علی بھٹو مرحوم تھے۔ مجھے یہ خواب سن کر کوئی تعجب نہ ہوا، اس لئے کہ میں بھٹو مرحوم کے آخری ایام کے بارے میں جیل میں ان کے نگران کرنل رفیع الدین کی یادداشتوں میں بھٹو مرحوم کی یہ بات پڑھ چکا ہوں کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے فیصلے پر انہیں کوئی ندامت نہیں ہے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ فیصلہ قیامت کے دن ان کی نجات اور سرخروئی کا باعث بنے گا۔

میں نے اپنی گفتگو میں تحریک ختم نبوت کے دوران تحریک کے قائدین مولانا محمد یوسف بنوریؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، علامہ محمود احمد رضویؒ، علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ، پروفیسر غفور احمدؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور دیگر اکابرین کے ساتھ ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے جرأت مندانہ کردار کا بھی تفصیل کے ساتھ تذکرہ کیا اور گزارش کی کہ میں اس حوالہ سے دو باتوں پر بطور خاص بھٹو مرحوم کو خراج تحسین پیش کروں گا:

ایک یہ کہ انہوں نے بطور وزیر اعظم اس مسئلہ کو سرسری طور پر نہیں لیا بلکہ اسے ایوان میں تین ہفتوں سے زائد کے تفصیلی مباحثہ کا موضوع بنایا تاکہ اس کا کوئی پہلو تشنہ نہ رہ جائے۔ وہ چاہتے تو ایک دو گھنٹے کی مختصر بحث کے بعد کسی بل یا قرارداد کی صورت میں کوئی فیصلہ پارلیمنٹ سے منظور کرا سکتے تھے۔ مگر انہوں نے نہ صرف تمام ارکان اسمبلی کو بحث میں شریک کیا بلکہ قادیانی جماعت کے دونوں گروہوں کے سربراہوں مرزا ناصر احمد اور مولوی صدر الدین کو ایوان میں آنے

اور اپنا موقف پیش کرنے کی دعوت دی جو کئی روز تک اپنا موقف پیش کرنے کے ساتھ ساتھ ارکان اسمبلی کے سوالات کا جواب بھی دیتے رہے۔ جبکہ اس سلسلہ میں اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار مرحوم نے بھی سرگرم کردار ادا کیا اور ایوان کے اس طویل مباحثہ کو بامقصد بنا دیا۔ یہ ساری کارروائی نیٹ پر قومی اسمبلی کے ریکارڈ میں موجود ہے اور الگ کتابی شکل میں بھی شائع ہو چکی ہے جسے دیکھ کر بھٹو مرحوم کی فراست کا اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے قومی اور بین الاقوامی تناظر کو سامنے رکھتے ہوئے اس مسئلہ کو باقاعدہ ایک مکمل اور جامع مقدمہ کی شکل دے کر قومی اسمبلی کے دستوری فیصلے کو اس طور پر دنیا کے سامنے پیش کیا کہ کسی کے لئے اس کے کسی پہلو پر سوال اٹھانے کی گنجائش نہیں رہنے دی۔

دوسری بات یہ کہ قادیانی مسئلہ ہمارے عقیدہ وایمان کا مسئلہ ہے اور مذہبی مسئلہ ہے، مگر بھٹو مرحوم نے اسے مذہبی اور شرعی مسئلہ کے ساتھ ساتھ ایک قومی مسئلہ کے طور پر متعارف کرایا اور پارلیمنٹ کے فیصلے کو کسی مذہبی مطالبہ کی منظوری کے دائرے میں رکھنے کی بجائے یہ کہہ کر اسے قوم کے تمام طبقات اور پارٹیوں کے متفقہ قومی فیصلے کی حیثیت دے دی کہ قادیانی جماعت پاکستان میں وہی پوزیشن حاصل کرنے کے درپے ہے جو امریکا میں یہودیوں کو حاصل ہے کہ کوئی قومی فیصلہ اور پالیسی ان کے منشا کے بغیر طے نہ ہو سکے۔

میں نے عرض کیا کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے بعض حلقوں کا یہ احساس وادراک جو پارٹی کے بعض راہنماؤں کی آج کی تقاریر میں مجھے نظر ہے بہت خوش آئند ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کو اس فیصلے کا کریڈٹ جاتا ہے۔ لیکن کریڈٹ اور فخر کے بجا اظہار کے ساتھ ساتھ اس فیصلہ کا تحفظ بھی اس کی ذمہ داری بنتا ہے اس لئے کہ ہمارے بڑوں نے تو عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا معرکہ سر کیا تھا مگر ہمیں ان کے اس فیصلے کے تحفظ کا معرکہ درپیش ہے۔ قادیانیوں نے اس فیصلے کو چیلنج کر رکھا ہے، بہت سے بین الاقوامی اور قومی حلقے ان کی پشت پناہی کر رہے ہیں اور اس سلسلہ میں وقتاً فوقتاً سازشیں سامنے آتی رہتی ہیں جن سے خبردار رہنے کی ضرورت ہے۔ میں پاکستان پیپلز پارٹی سے توقع رکھتا ہوں کہ جس طرح اس نے قادیانی مسئلہ کو حل کرانے اور متفقہ دستوری فیصلہ کرانے میں قائدانہ کردار ادا کیا تھا، عالمی سطح پر اور قومی دائرہ میں اس فیصلہ کے تحفظ بلکہ پاکستان کی اسلامی نظریاتی شناخت، ناموس رسالت کے تحفظ اور دستور کی اسلامی دفعات کی بقا ونفاذ میں وہ سرگرم کردار ادا کرے گی کیونکہ یہ اس کی قومی، ملی اور جماعتی ذمہ داری بنتی ہے۔

(روزنامہ اوصاف اسلام آباد، ۳۰ ستمبر ۲۰۱۸ء)

چوہدری محمد اعظمؒ کی رحلت

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مرکز ختم نبوت جامع مسجد عائشہ لاہور کے نمازی اور محکمہ پرائیویٹائزیشن پنجاب گورنمنٹ کے سیکریٹری چوہدری محمد اعظم ۳ ستمبر ۲۰۱۸ء کو انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم دین دار افسر تھے۔ جب گھر ہوتے تو کسی نہ کسی نماز میں ملاقات ہو جاتی اور راقم الحروف سے بہت محبت فرماتے، کچھ عرصہ محکمہ اوقاف میں رہے تو بادشاہی مسجد لاہور کے خطیب، امام الملوک والسلاطین مولانا سید عبدالقادر آزادؒ سے بڑا تعلق رہا۔ مولانا کی زندگی اور وفات کے بعد ان کا ذکر بڑے والہانہ انداز میں فرماتے۔ بلکہ بندہ کی نیاز مولانا کی خدمت میں اور مولانا کی دعائیں راقم کو پہنچاتے رہتے۔

ان کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی، مختلف محکموں میں ان کے درجنوں شاگردان کی وفات پر اشکبار نظر آئے اور ان کی خوش اخلاقی میں رطب اللسان۔ ایک اچھے انسان میں جو اوصاف ہونی چاہئے، ان میں پائی جاتی تھیں۔

اعلیٰ عہدہ پر فائز ہونے کے باوجود اپنے آپ کو کمتر سمجھتے تھے، تکبر کی لعنت سے اللہ پاک نے انہیں بچایا ہوا تھا۔ مغرب، عشاء اور صبح کی نمازوں میں اکثر ان سے ملاقات ہو جاتی، جب بھی ملتے۔ خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ انہوں نے اپنے پیچھے پانچ بیٹے سوگوار چھوڑے۔ اللہ پاک ان کی خطاؤں اور لغزشوں سے درگزر فرمائیں اور ان کے ساتھ اپنے شایان شان معاملہ فرمائیں۔ آمین الٰہ العالمین۔

سلام زندہ باد — پانچواں سالانہ کل کراچی بین المدارس — تاجدار ختم نبوت زندہ باد

تقریری مسابقہ

۱۴۴۰ھ

قواعد: 1) مقابلہ کی تاریخ سے ایک ہفتہ قبل اپنا نام، مدرسہ کی تصدیق کے ساتھ اور اپنی تقریر تحریری صورت میں جمع کرانا لازمی ہے۔ 2) منصفین کا فیصلہ حتمی ہوگا۔ 3) منتخب شدہ عنوان کا التزام ضروری ہے۔ 4) تقریر کا دورانیہ 5 تا 7 منٹ ہوگا۔ 5) صرف درس نظامی (اعدادیہ تا دورہ حدیث) کے طلبہ مقابلے میں حصے لے سکتے ہیں۔ 6) جو طلبہ گزشتہ سالوں میں فائنل مقابلہ تک پہنچ گئے تھے امسال کسی بھی مرحلے میں شریک نہیں ہوسکتے۔ 7) طالب علم اپنے مدرسے کے ٹاؤن میں ہی شریک ہوسکتا ہے۔

کراچی کے 18 ٹاؤنز میں منعقد ہونیوالے تقریری مسابقے ایک نظر میں

یکم نومبر بروز جمعرات

نارتھ کراچی ٹاؤن
جامعہ مدنیہ، نیو کراچی
0313-7010651

جمشید ٹاؤن
جامعہ معہد الخلیل الاسلامی، بہادر آباد
0300-2444226

سائٹ ٹاؤن
جامعہ خلفائے راشدین، پرانا گولیمار
0333-2493677

شاہ فیصل ٹاؤن
جامعہ تراث الاسلام، شاہ فیصل کالونی
0300-2751607

ملیر ٹاؤن
جامعہ خاتم النبیین، ماڈل کالونی
0313-2020645

صدر ٹاؤن
مہاجر مکی مسجد، صدر
0300-3362937

08 نومبر بروز جمعرات

گڈاپ ٹاؤن
جامعہ صدیقیہ، نور محمد گوٹھ
0333-2374680

لیاقت آباد ٹاؤن
الجامعۃ الصدیقیہ، بی ایریا تین ہٹی
0301-2754090

بلدیہ ٹاؤن
جامعہ عمر مکہ مسجد، نئی آبادی
0316-2553395

گلشن اقبال ٹاؤن
جامعہ عربیہ اسلامیہ، اسکاؤٹ کالونی
0300-3721458

لانڈھی ٹاؤن
جامعہ تحفیظ القرآن، شیر پاؤ کالونی
0315-3796371

لیاری ٹاؤن
جامعہ محمودیہ، میراں ناکہ
0341-2566531

15 نومبر بروز جمعرات

نارتھ ناظم آباد ٹاؤن
جامعہ دار العلوم رحمانیہ، بفرزون
0313-2778740

گلبرک ٹاؤن
جامع مسجد الاخوان، دستگیر سوسائٹی
0333-3088696

اورنگی ٹاؤن
جامع مسجد حنفیہ، 5 نمبر چورنگی
0334-3947670

کورنگی ٹاؤن
مدرسہ رحمانیہ، بلال کالونی
0313-8903266

بن قاسم ٹاؤن
جامعہ محمودیہ اشاعت القرآن، قائد آباد
0333-2578711

کیماڑی ٹاؤن
جامعہ عثمانیہ، شیر شاہ
0301-2269642

زیر اہتمام: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی
0332-2454681
0213-2780337

الكلام الحاوي

عن

الشيوخ للإمام الطحاوي رحمه الله

المتوفى سنة ٣٢١ھ

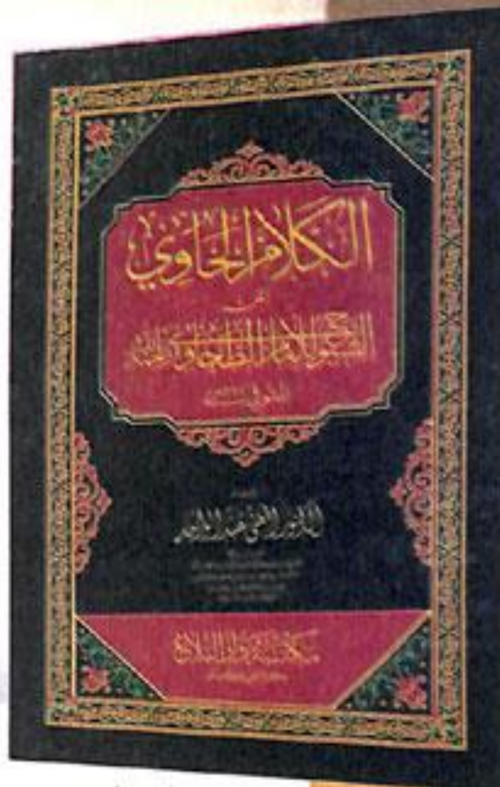

بسم الله الرحمن الرحيم

ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب (سابق سندرداس) [ہیوسٹن امریکہ] نے علامہ عینیؒ کی "شرح معانی الآثار" کی شرح "نخب الأفکار" کے مخطوطہ کے اکیس ابواب کی تحقیق و تعلیق اور تخریج پر تحقیقی مقالہ لکھا ہے۔

اس مقالہ پر الحمدللہ! ماہ فروری 2015ء میں حضرت مفتی صاحب کو کراچی یونیورسٹی سے پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری بھی ایوارڈ ہوگئی ہے۔ پی۔ایچ۔ڈی کے مقالہ کا ایک اہم حصہ محدثِ کبیر علامہ امام طحاویؒ کے اساتذہ اور شیوخ کے تذکرہ پر مشتمل ہے، جس کو "الکلام الحاوي عن الشیوخ للإمام الطحاوي" کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔ یہ کتاب اپنی نوعیت کی ایک منفرد کتاب ہے، جس کا اضافہ علمی دنیا کے لیے ایک بیش بہا نعمت ہے۔

پسند فرمودہ

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم

الحمدللہ! یہ کتاب دارالبلاغ کراچی سے آرٹ پیپر پر شاندار رنگین طباعت کے ساتھ شائع ہوچکی ہے۔

ملنے کا پتہ

- ادارہ اسلامیات اردو بازار کراچی ، فون: 02132722401
- مکتبہ عزیزیہ سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی ، فون: 02134133355
- ناظم ادارہ دارالبلاغ، کراچی ، فون: 0322-2122414